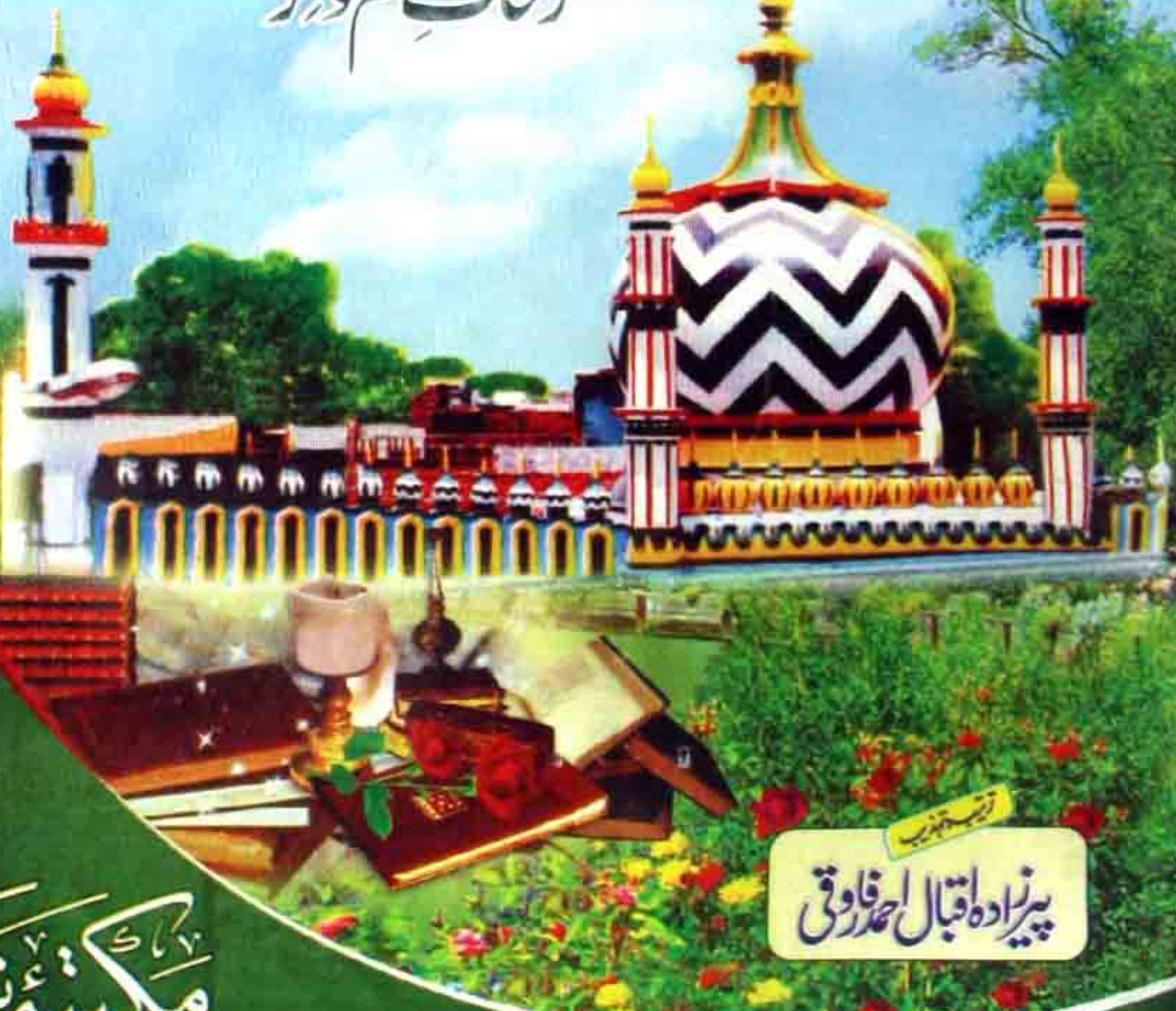


ایک سوچ میکتے ہیں اُخیر کی نگت گلٹیں ہے

حبابِ رضا

جہاںِ رضویت کے اربابِ علم و فضل کے
رشحتِ قلم و فکر



پزادہ اقبال احمد فاقوی

ترجمہ

مکتبہ عزیز

علیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

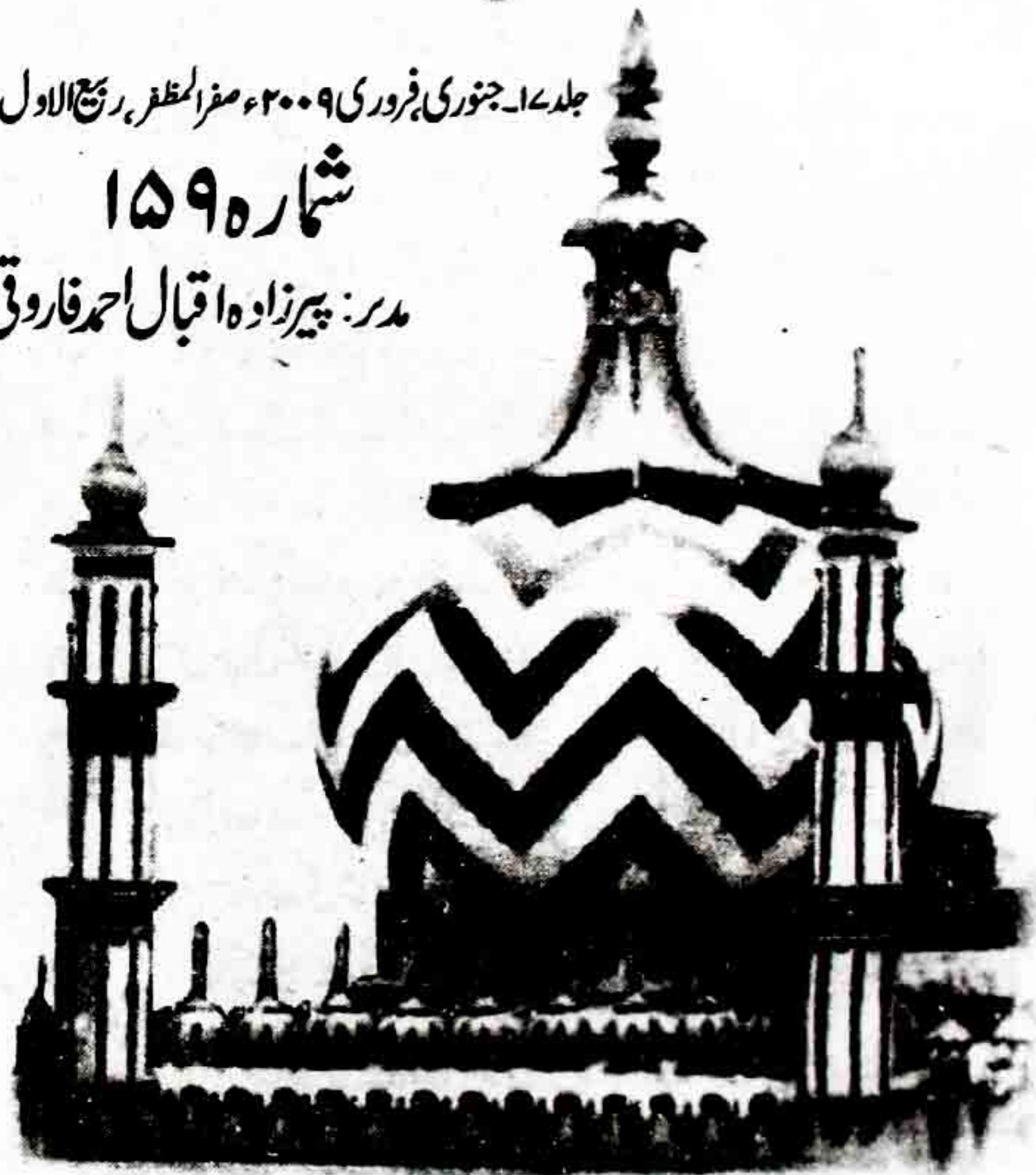
ماہنامہ جہانِ رضا

لاہور

جلد ۱۔ جنوری فروری ۲۰۰۹ء صفر المظفر، ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

شمارہ ۱۵۹۵

مدرس: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی



قارئین جہانِ رضا اپنے تجزیائی خیالات کا اظہار کر کے منون فرمائیں۔

مرکزی مجلسِ رضا

پوسٹ بکس 2206 نعمانیہ بلڈنگ، نیکسالی گیٹ، لاہور، موبائل 0300-4235658

marfat.com

جہان رضا کے صفحات کی لفافتیں

نمبر شمار	صفحون	صفحون	صفحون
۱۔	جشن صد سالہ کنز الایمان فی ترجمہ القرآن	علامہ بجان خان صاحب برلنی	۳
۲۔	اواریہ..... آفتاب قدس لکھا نور بر ساتا ہوا	ایڈیٹر جہان رضا	۵
۳۔	پھر آنے لگیں شہر محبت کی ہوا میں	میرزادہ اقبال احمد فاروقی	۹
۴۔	کنز الایمان کی ضیاء باریاں	میرزادہ اقبال احمد فاروقی	۱۰
۵۔	سید ایوب علی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ	میرزادہ اقبال احمد فاروقی	۱۶
۶۔	حیاتِ اعلیٰ حضرت..... صحیح تایف سے شام طاعت تک	میرزادہ اقبال احمد فاروقی	۲۱
۷۔	کنز الایمان کے سوال پر ارباب علم کے نثارات	ڈاکٹر کلیم احمد قادری	۲۷
۸۔	جس سہانی گھری چکا طیبہ کا چاند	ساجزادہ سید خودشید گیلانی	۳۲
۹۔	علامہ الطاف اللہ سیال رحمۃ اللہ علیہ	مولانا عبدالرشید رحیق آبادی	۳۲
۱۰۔	اجمالی خاکہ..... جہان ملک العلاماء	ڈاکٹر محمد جابر شمس مصباحی	۳۲
۱۱۔	امام احمد رضا کی شاعری میں تصوف کے نکات	محمد افضل الدین جنیدی	۵۲
۱۲۔	مکتبہ نبویہ سعیج بخش روڈ لاہور	آپ کے پڑھنے کی کتابیں	۶۲

جہان رضا کو پڑھیے، دوستوں کو پڑھائیے اس کے ممبر ہنائیے اور فکر رضا کو عام کرنے کے لیے ہم سے تعاون حاصل کیجئے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر ذکر رضا، یاد رضا اور یوم رضا کی جاں قائم کیجئے اور عوام کو پیغام رضا پہنچائیے۔ ”جہان رضا“ حاصل کرنے کے لیے ۲۰۰۱ روپے زر تعاون مکتبہ نبویہ سعیج بخش روڈ لاہور کو ارسال کیجئے اور سارا سال اپنے گھر بیٹھے ہوئے جہان رضا کا مطالعہ کیجئے۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
 اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
 پہلے سجدہ پر روزِ ازل سے درود
 یادگاری امت پہ لاکھوں سلام
 زرع شاداب و ہر ضرع پر شیر سے
 برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام
 بھائیوں کے لئے ترکِ پستان کریں
 درودِ ہمیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام
 مہدا لاکی قسمت پر صدِ ہا درود
 قریجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام
 اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھینیں
 اس خدا بھائی صورت پہ لاکھوں سلام
 اٹھتے بوٹوں کی نشوونما پر درود
 کھلتے غنوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام
 فضلِ پیغمبر ارشی پر سہیشہ درود
 کھینٹنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام
 اعتلاءً جبلت پہ عالی درود
 اعتدال طوبیت پہ لاکھوں سلام
 بے بنادٹ ادا پر ہزاروں درود
 بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

جشن صد سالہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

عالم سینیع کو کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کا صد سالہ جشن مبارک ہوا! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل برلنیوی قدس سرہ نے تقریباً پچاس طوم و فتوں پر مشتمل تصانیف چھوڑیں۔ انھیں علمی جواہر پاروں میں ایک عظیم اور علمی شاہکار کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن بھی ہے۔ جسے سرکار اعلیٰ حضرت فاضل برلنی نے ۱۳۳۰ھ میں ایک سال یا اس سے کچھ کم مدت میں بغیر کتب تفاسیر و لغت کی مدد کے صرف اور صرف اپنی خدا و اوصالیتیوں اور منی حرم علیہ السلام کی عناءت و عطا سے مکمل کیا۔ اسلامی سال ۱۳۳۰ھ کی آمد پر کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کو پورے دو سال ہو گئے۔ مکمل گزارہ رضویت صاحب سجادہ آستانہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد بھان رضا خاں صاحب قبلہ بھانی میاں مدظلہ العالی نے کنز الایمان کے صد سالہ جشن کو عرس رضوی کے مبارک و مسعود پروگرام سے فرم کیا ہے۔ لہذا اہل زبان و قلم سے پر مخلص گزارش ہے کہ وہ اپنی تحریر و تقریر میں ”کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن“ کو بھی اپنا عنوان بنا میں اور اپنے اپنے علاقوں میں جشن صد سالہ کنز الایمان منا کر اپنے امام کی ہارگاہ میں اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کریں۔

ترجمہ قرآن کا لکھا کنز ایکاں کر دیا
اے غرر واقف رمز خدا پائندہ ہاد

اپیل از:

الحاج محمد بھان رضا خاں بھانی میاں سجادہ نشین و محتولی خانقاہ عالیہ رضویہ و ناظم اعلیٰ
مختراً اسلام رضا مگر محلہ سوداگران بریلی شریف، بیوپی (انڈیا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جنوری فروری ۲۰۰۹ء

اداریہ

جہانِ رضا

آفتاب قدس لکلاؤر برساتا ہوا پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (ایڈیٹر جہانِ رضا)

یہ سال کا سورج اپنی تازہ روشنیاں لے کر طلوع ہوا۔ اور سابقہ سال کا سورج اپنے دامن میں فوجی آمریت، دہشت گردی، دہشتگاری، سیاسی افراتفری اور مذہبی بے بُسی کے اندریوں کو لے کر غروب ہو گیا۔ آج ہم اس صبح نو پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں جس کی روشنیاں آج سے ایک سو (۱۰۰) سال قبل ۱۳۳۰ھ میں بریلی کے مطلع سے پھوٹی تھیں اور آج ۱۳۳۰ھ تک پوری ایک صدی اہل ایمان کے دلوں کو ضیائیں بخشتی رہی ہیں۔ ہماری مراد "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" سے ہے جو سابقہ صدی کے مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، الشاہ احمد رضا خان برطیوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۳۰ھ میں مرتب کیا تھا۔ اور اللہ کے کلام کی روشنیوں سے ہمارے دل و دماغ کو روشن کیا۔ کنز الایمان قرآن پاک کا اردو میں وہ ترجمہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عنیت، اور اس کے محبوب نبی کریم ﷺ کے آداب و کمالات کو بخوبی خاطر رکھتے ہوئے سو سال سے اہل ایمان کی راہنمائی کر رہا ہے۔ قرآن کے اردو ترجم اپنی اپنی جگہ ان کے مترجمین کی قابلیت اور اپنی اپنی جگہ وہ اپنی بساط کے مطابق قرآن فہمی کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ مگر جو اعماز کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کا ہے وہ ایک منفرد ہے اور ان لغروشوں سے متراہے جو دوسرے اردو ترجم میں پائی جاتی ہیں۔ ہر ترجمہ قرآن اپنا اپنا مقام رکھتا ہے۔ مگر کنز الایمان نے جو مقام حاصل کیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس ترجمہ پر اہل علم و فضل خصوصاً قرآن فہم حضرات نے اپنے تاثرات کا اظہار بھی کیا ہے۔ اور دوسروں کے ترجم کی لغروشوں پر حاکمہ بھی کیا ہے۔

ہم تنقید و توضیح سے ہٹ کر ملک کے ایک ممتاز عالم دین ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری رحمۃ اللہ علیہ کے کنز الایمان پر خوبصورت تاثرات کا ایک ہیرا اپنے قارئین کے مطالعہ کی نذر کرتے ہیں۔ جسے ہر صاحب ذوق پڑھ کر خوش ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

”کنز الایمان ایک آفتاب بن کر طلوع ہوا۔ اور تاریکیاں چھٹی گئیں۔ جب وہ شعاعِ بن کردہ کا تو آنکھوں کے جالے صاف ہوئے گے۔۔۔۔۔ جب وہ ابہ بن کر بر سار تو خس و خاشاک گلزار بن گئے۔۔۔۔۔ جب وہ آب روائیں بن کر پھیلا تو شنہ رو جس سیراب ہوتی چلی گئیں۔۔۔۔۔ جب وہ آبشار بن کر گرا تو دلوں کے زمگ دھلتے چلے گئے۔۔۔۔۔ جب وہ پھول بن کر مہکا تو شامِ جانِ محترکر تی چلی گئی۔۔۔۔۔ جب وہ شبہمِ بن کر پکا تو دلِ شندے ہوتے گئے۔۔۔۔۔ جب وہ بہارِ بن کر آیا تو خزاں منہ چھپا تی گئی۔۔۔۔۔ جب وہ طوفانِ بن کر آیا تو سرکشوں اور غلط بیانوں کے منہ پھر گئے۔۔۔۔۔ جو وہ صحیح تسبیحِ خواںِ بن کر آیا تو مکرو فریب پہچپے ہٹتے گئے۔۔۔۔۔ جب وہ بولنے پر آیا تو جھوٹوں کے منہ سلتے چلے گئے۔۔۔۔۔ جب وہ حسنِ بن کر نعمودار ہوا تو سارے تر اجم اپنے صفات تہہ کرتے گئے۔

خوبیں چکتے رمگ جمل ایتادہ اعد۔۔۔۔۔ درخملے کہ توبہ مقائل نشستہ

جب اس نے رخ سے نقابِ اٹھایا تو حسیناں جہاں منہ چھپاتے گئے۔۔۔۔۔ جب وہ دل کی دھڑکنِ بن کر رگ و پے میں دوزا تو مردہ جسموں میں جان آنے لگی۔۔۔۔۔ جب وہ روحِ بن کر دلوں میں سایا تو چہروں پر نکھار آ گیا۔۔۔۔۔ ہاں ہاں! کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن زمدگی کی بہار ہے۔۔۔۔۔ ایمان کی جان ہے۔۔۔۔۔ جانِ جہاں ہے بلکہ جانوں کی بھی جان ہے۔۔۔۔۔ سچائی کا آفتاب ہے قرآنی آیات کا اہتاب ہے۔۔۔۔۔ وہ مسطقی جان رحمت پر لاکھوں سلام لے کر آیا ہے۔۔۔۔۔

اے حسن و خوبی رانیاں اے شمع جمعِ عاشقان

اے تاجِ خوبی جہاں اے روشن روئے تماں

شبلِ جمل از موئے تو بارگ جہاں درکوئے تو

اے شمس در آغوش تو اے جان ما اے جان ما

کنز الایمان کے ترجمے سے مستفیض ہونے کے بعد ہمارے ایک صاحبِ علم و ذوق

دوست نے امیر خروہ کا شعر پڑھ کر داد دی اور ہمارے دل کو خوش کر دیا۔

بسیار خوبی دیدہ ام مہر تماں در زیدہ ام

بازار یوسف دیدہ ام لیکن تو جتنے دیگری

ہم ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات اور اپنے دوست کے محسنی الفاظ کو پیش کر کے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کو پڑھ کر یوں محسوس کرتے ہیں کہ:

آفتاب قدس لکلا نور بر ساتا ہوا!

آج کنز الایمان دنیا کے گوشے میں پھیل رہا ہے اور پڑھا جا رہا ہے۔ ہر مسلمان کے دل و دماغ کو روشنی بخش رہا ہے۔ ایک صدی گزرنے کے باوجود اس کی روشنیاں پھیلتی جا رہی ہیں اور اس کے محاسن کھلتے جا رہے ہیں اس کا حرف حرف قرآن پاک کی صحیح ترجمائی کر رہا ہے اس کا جملہ جملہ اہل محبت کو دعوتِ مطالعہ دے رہا ہے۔ اس کی سطر سطر قرآن کے حقائق سامنے لا رہا ہے ہم علمائے کرام خصوصاً علمائے المفت اور قرآن پاک کے ترجمہ نویسون کو التماس کریں گے کہ وہ کنز الایمان کو سامنے رکھیں اس کے صفحات کو عوام کے لیے مکھول دیں۔ اور بچے بچے کو اس دولت سے حصہ بخشیں۔

آج عوام کو منکران احادیث کی تحریکات میں الجھایا جا رہا ہے۔ آج المفت و جماعت کے کئی سکالرز بھولے پن سے حضور نبی کریم ﷺ کے ”اگلے اور پچھلے گناہوں“ (ذنب) کو معاف کرا کے نبوت کے درجات پر فائز کر رہے ہیں۔ آج المفت کے کئی مقتدر علمائے کرام حضور کی نبوت کو چالیس سال تک ”ولایت“ کی چادر میں ڈھانپنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج ”سلکِ رضا“ اور ”لکر رضا“ سے بے خبر نہ کریں کھارہ ہے ہیں۔ اس لیے سُنی علمائے کرام کو ”نُجُخ غموی“ سے لکل کر عوام کی راہنمائی کرنی چاہیے۔ غیر سُنی تراجم پر حرف گیری کرنے والے خود شش و پنج کی دلدل میں چنتے جا رہے ہیں۔ بد عقیدہ لوگ قرآن پاک کو اپنی مشاء کے مطابق اپنے ترجموں میں ڈھال رہے ہیں۔ اب اپنے بھی اپنی کم علمی اور تفاخر کے گھوڑوں پر سوار ہو کر وہی تراجم سامنے لارہے ہیں۔ جو یاقین رضا لایا کرتے تھے۔ آج وہ اپنے شاگردوں پر اور حسیدت مندوں کو باور کرا رہے ہیں کہ ہمارے حقوق میں کو وہ علم نہیں تھا جو، میں حاصل ہے۔ آج وہ قرآن کے ”ترجمہ در ترجمہ“ کی خوبصورت جلدوں کی اشاعت میں معروف ہیں۔ علماء کرام سو جائیں تو جہلائی علماء بن کر قوم کی راہنمائی کرنے لگتے ہیں۔ خُن والے سو جائیں تو ڈوم اور میراثی ہیر و اور فکار بن کر سامنے آ جاتے ہیں۔ شیر غاروں میں چمپ جائیں تو لو مریوں

کے غول سارے جنگل میں ”پدر مسن سلطان بود“ کا شور چانے لگتے ہیں۔ اندر میں حالات محراب و منبر کے وارثوں کو باہر کھل کر اپنا فریضہ ادا کرنا چاہیے اور کنز الایمان کی روشنیوں میں اپنے قافلے کی راہنمائی کرنی چاہیے۔

انہو کہ ظلمت شب میں چماغ لے کے چلیں
انہو کہ گوشہ نشینوں کو ساتھ لے کر چلیں



پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوا میں

ڈاکٹر علامہ کوکب نورانی نے مدینہ پاک کی حاضری کے دوران گنبدِ خضری کے سامنے کھڑے ہو کر موبائل پر پیغامِ محبت پہنچایا اور گنبدِ خضری پر نئے سبز رنگ کرنے کا مژدہ سنایا۔ جہانِ رضا کے ایک قاری عامر فہزادہ کا کٹھڑاون نے ”جبلِ رحمت“ کے دامن میں کھڑے ہو کر موبائل سے یاد فرمایا۔

ماہنامہ کنز الایمان لاہور کے چیف ایڈیٹر جناب نعیم طاہر صاحب نے کعبۃ اللہ کے سامنے میں کھڑے ہو کر پیغامِ محبت دیا۔ مکتبہ بنویہ کے فیجر فاروق اقبال فاروقی نے حج کے دوران قیامِ مکہ مکرہ اور زیارت مدینہ منورہ کے قیام پر ہر روز اپنی دعاوں اور احتجاؤں کی اطلاع دی۔ سید حسن شاہ نوری الکیلانی، سجادہ نشین سادہ چک گجرات نے قیامِ شہرِ رسول کے دوران چار بار فون پر یاد فرمایا۔

عبدالرشید فاروقی اور ان کے بیٹے احمد رشید فاروقی نے کعبۃ اللہ کے باب عبدالعزیز کے سامنے کھڑے ہو کر فون کیا اور اپنی دعاوں میں شریک کیا۔ اس عزیزِ محترم عزیز خاں کا شکریہ کن الفاظ میں ادا کیا جائے۔ جنہیں ملنے گیا تو میری گاڑی میں زم زم کا ایک بڑا کین رکھ کر فرمائے گئے۔ ”بیا بہ مجلس یاراں و آب زم زم نوش!“ فضیلت الشیخ مولانا محمد عبد القیومؒ مدنی دامت برکاتہم العالیہ مدینہ منورہ کے ناث کا لباس زیب تن کیے۔ دس سال بعد مکتبہ بنویہ میں تشریف لائے اور دیارِ جبیب کی باتوں سے محفوظ کرتے رہے۔

سید الشہداء امیر حزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر قبہ پہنانے اور بمحوریہ دینے والے الشیخ الجحدل بذاتِ خود آپ پہنچے۔

میزانِ مدینہ، ”دارالسرور“ برادرِ محترم اصغر علی نقائی مدنی فیصل آباد سے چل کر ”میرے دل کی انجمن میں حسن بن کر آگئے“ اور اپنی میشمی میشمی مدنی باتوں سے خوش کرتے گئے۔ رمضان المبارک میں بارگاہِ رسول کے مختلف پیر امداد حسین مرزا نے دلائل الشیرات کا تخفہ عطا کر کے مدینہ کی یادیں تازہ کر دیں۔

کنز الایمان کی ضیاء باریاں

میرزادہ اقبال احمد فاروقی ایئر پر چہان رضا لاہور

یہ مقالہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کی صد سالہ کانفرنس منعقدہ ۱۳۰۹ء فروری ۲۰۰۹ء میں پڑھا گیا تھا ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے اپنے اس اجلاس میں مقالہ نگار کی خدمات پر گولڈ میڈل عطا کیا۔

صدر جلسہ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب، علامے ذیشان، مہماں خصوصی اور حاضرین مجلس! آج ”کنز الایمان ترجمہ قرآن“ کی صد سالہ تقریب میں حاضری نے مجھے بے حد سرور کیا۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے اراکین نے اتنی صلیم الشان تقریب کا اہتمام کر کے کنز الایمان کی صد سالہ ضیاء باریوں کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچانے کا اہتمام کیا ہے اور ایسے اہل علم و فضل کو خصوصی دعوت دی ہے جو کنز الایمان پر اپنے عالمانہ اعزاز سے اپنے خیالات کا انعام کر ریں گے۔

حضرات گرائی! اس مختصر سے وقت میں، میں ”کنز الایمان“ کے طلبی و روحانی محاسن کو پیش نہیں کر سکوں گا کیونکہ

ہزار نقطہ باریک تر زمیں ایں جاست
یہ کام اپنے قابل محقق ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کریں گے یہ کام پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب کریں گے یہ کام امریکہ سے آئے ہوئے عبد المجید اولکو جیسے سکالر ڈسیکریٹ میں کام کروں گے۔
یہ کام طالمہ محمد اصف جلالی صاحب کریں گے۔ میں تو اس مختصر وقت میں کنز الایمان کی ضیاء باریوں پر انعامہ خیال کرنا چاہتا ہوں اور اس بھانے آپ حضرات کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں۔

اج سے ایک صدی قبل 1330ھ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین و ملت، امام المفت، الشاہ احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ قرآن کو مکمل کیا تھا جس کی توثید و ترتیب کا شرف صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی عظی "صاحب بہار شریعت" کے قلم کو ملا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کی زندگی کے آخری سالوں میں اس ترجمہ کو اعلیٰ حضرت کی زیر نگرانی ایک مسودہ کی حیثیت سے مکمل کیا اور بار بار اعلیٰ حضرت کو سنایا۔

کنز الایمان کا سب سے پہلا ایڈیشن خالی ترجمہ کے ساتھ چھپا بعد میں صدر الافضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نگرانی میں مراد آباد سے دوسرا ایڈیشن زیور طباعت سے مزین کیا اور یہ ایڈیشن "خزانہ العرفان فی تفسیر القرآن" کے حواشی کے ساتھ چھپا۔ پاکستان میں سب سے پہلے حضرت مولانا محمد عمر نعیمی (جو مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے شاگرد تھے) نے مکتبہ رضویہ کراچی سے جہازی سائز (بڑی تقطیع) میں شائع کیا۔ یہ ایک بے مثال ترجمہ قرآن تھا جسے پاکستان کے اہل علم نے بے حد پسند کیا اور اردو کے دیگر تراجم سے موازنہ کرنے کے بعد اسے عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ ترجمہ واقعی بے مثال تھا اور اس کی اہمیت کو اہل علم نے تسلیم کیا۔

1966ء میں لاہور میں سب سے پہلے مقبول عام پر لیں نے چوب قلم پر کنز الایمان کا بڑا ایڈیشن شائع کیا۔ اس طرح کنز الایمان محدث خزانہ العرفان کی روشنیاں پہلی بار لاہور سے کھل کر سارے پنجاب کو روشن کرتی گئیں۔ بھی ترجمہ انہی دنوں بڑے سائز پر مکتبہ نبویہ لاہور نے شائع کر کے ایک ہزار جلدیں مفت تقسیم کیں اس زمانے میں قرآن کے کئی اردو تراجم شائع ہو رہے تھے۔ تاج کمپنی معياری قرآن شائع کرنے میں تمام ملکی ناشرین میں صاف اول میں تھی۔ اس کے مطبوعہ قرآن پاک حکام میں بڑے مقبول تھے مگر تاج کمپنی اکثر دیوبندیوں، دہلیوں اور نجفیوں کے تراجم شائع کرتی تھی۔

علمائے اہل سنت کی خواہش تھی کہ تاج کمپنی "کنز الایمان" کو بھی اعلیٰ انداز میں شائع کرے مگر اس کے مالکان بد عقیدہ مولویوں کے ذریعے شائع کرنے سے بچکھاتے تھے۔ علمائے اہل سنت کے زبردست دباؤ کے پیش نظر آخر تاج کمپنی نے کنز الایمان کا پہلا ایڈیشن شائع کیا جس کا نام کنز الایمان کی بجائے عظیم الشان ترجمہ قرآن رکھا گیا۔ تاج کمپنی نے کنز

الایمان شائع کیا، کیا سارے پاکستان میں دعوم بحث گئی اور اس کا پہلا ایڈیشن دو ماہ کے اندر اندر ختم ہو گیا اب تاج کمپنی نے دوسرا ایڈیشن پانچ ہزار کی تعداد میں چھاپا تو چھ ماہ کے اندر ساری جلدیں ختم ہو گئیں یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی یا سنیوں کا جذبہ ایمان کہ کنز الایمان کے کوئی کمی ایڈیشن چھپتے گئے اور لوگ انہیں خریدتے گئے۔

تاج کمپنی نے 1975ء میں کنز الایمان کے مختلف سائز، مختلف انداز، مختلف کاغذوں میں شائع کرنے شروع کئے اس کے باوجود لوگوں کی تشنکاہی میں فرق نہ آیا اور ذیماٹ میں اضافہ ہوتا گیا اب تاج کمپنی کے علاوہ کئی ناشران قرآن میدان میں لگئے اور کنز الایمان کے کمی ایڈیشن چھپنے لگئے۔ کنز الایمان ایک چشمہ پیغ کی طرح جاری ہوا اور اہل ایمان کے دل و دماغ کو سیراب کرتا گیا۔ کراچی کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک میں کنز الایمان چھپنے کا پاکستان اور ہندوستان کے ناشران قرآن نے لا تعداد جلدیں شائع کیں اور انہیں تحسیم کیا۔

مولانا مفتی احمد یار خاں نجی رحمۃ اللہ علیہ نے کمروں سے کنز الایمان شائع کیا پھر ہند بھائی کمپنی بھلہ دلش اور لاہور سے کنز الایمان محدث حاشیہ نور العرفان شائع کیا گیا۔ لاہور میں ناشران کتب آگے بڑھے۔ ضایاء القرآن میلکیشنز، قدرت اللہ کمپنی، ہند بھائی کمپنی، اولیس کمپنی لاہور نے کئی کمی ایڈیشن شائع کیے۔ کنز الایمان کی ضایاء باریاں یہاں تک پہلیں کر قرآن پاک کی کئی تفاسیر بھی ترجمہ کنز الایمان سے مزین ہو کر چھپنے لگی۔ تفسیر بنوی پندرہ جلدیں میں کنز الایمان کے ترجمہ کے ساتھ چھپی۔ طاجیون کی "تفسیرات احمدیہ" کنز الایمان کے ساتھ چھپنے لگی۔ لاہور سے قرآن کمپنی نے تفسیر عباسی کے ساتھ کنز الایمان شائع کرنا شروع کی۔ مولانا حشمت اللہ قادری رضوی نے بھائی سے کنز الایمان اپنے حوشی کے ساتھ شائع کرنا شروع کیا۔ کنز الایمان کی ذیماٹ یا روشنیاں یہاں تک پہلیں کہ بعض غیر مسلم ہائین سب بھی کنز الایمان شائع کرنے لگے۔ ہندوستان میں ایک سکھ ناشر نے کنز الایمان کی بچاں ہزار جلدیں شائع کیں۔

"کنز الایمان" کی ضایاء باریوں کی یہ ہاتھی سامنے آئی کہ اب یہ ترجمہ مختلف زبانوں میں چھپنے کا مولانا غلام رسول علی دین نے ڈج زبان میں ہائیڈ سے کنز الایمان شائع کیا، بریلیفورڈ برطانیہ سے ڈاکٹر حنیف قاطلی نے کنز الایمان کا انگریزی ترجمہ شائع کر دیا جو بعد

میں لاہور سے بھی چھپتا رہا۔ پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب کا انگریزی ترجمہ کراچی سے چھپا پھر درلڈ اسلامک مشن برطانیہ نے کئی ایڈیشن شائع کیے لاہور سے جناب عبدالجید اولکھ نے انگریزی میں کنز الایمان کا ترجمہ کیا اور اس کے کئی ایڈیشن اولیں اینڈ کمپنی لاہور نے شائع کیے۔ حضرت مولانا محمد رحیم الدین صاحب سکندری نے کنز الایمان کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا جسے پیر جو گوٹھ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ مولانا پیر محمد چشتی نے پشاور سے چترالی زبان میں ترجمہ کیا بجلہ دلیش کے ایک عالم دین مولانا عبد المنان قادری صاحب نے بنگالی زبان میں بھی ترجمہ کر کے شائع کیا۔

”کنز الایمان“ کی خیاباریوں کا اندازہ لگانا کتنا خوش کن ہے کہ صرف لاہور میں ایک سال کے اندر کنز الایمان کی چار لاکھ جلدیں شائع ہو کر عوام تک پہنچتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ سنی مطالعہ نہیں کرتے ان پڑھتے ہیں۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ اسے پڑھنے والے خدا معلوم کہاں سے آ جاتے ہیں اور کس دلیں میں لے جا کر اسے پڑھتے ہیں۔ ”کنز الایمان“ کی اشاعت نے سارے عالم اسلام میں دھوم چاہدی اور مسلمانوں کے دل و دماغ کنز الایمان کی روشنیوں سے منور ہونے لگے ادھر بد عقیدہ مولویوں نے کنز الایمان کی اہمیت اور اشاعت سے جل کر حکومت سعودی کو مجبور کیا کہ وہ سعودی عرب میں ”کنز الایمان“ کا داخلہ بند کر دے اس کے باوجود آج سعودی میں ہر سنی کے پاس کنز الایمان موجود ہے اور وہ اسے غور سے پڑھتا ہے۔

اب کئی سنی دانشور آگے بڑھے اور کنز الایمان کے محاسن، امتیازات، انفرادیت اور کمالات پر کتابیں لکھنا شروع کیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے سیکریٹری جناب مجید اللہ قادری نے 1999ء میں ”کنز الایمان اور معروف ترجمہ“ پر ڈاکٹریٹ کی اور اسے شائع کیا۔ اوکاڑہ سے ایک سکالرنے ”ایک قرآن اور دو ترجمے“ ایک کتاب کی شکل میں شائع کیا۔ علامہ اختر شاہ جہانپوری نے لاہور سے ”تسہیل کنز الایمان“ شائع کیا اُس کے بعد مرکزی مجلس رضا لاہور کے فورم سے ”محاسن کنز الایمان“، ”فیائے کنز الایمان“، ”تسکین الجہان فی محاسن کنز الایمان“ جیسی کتابیں شائع ہونے لگیں۔ سکریٹری سے ”غلط ترجموں کی نشاندہی“ پچاس ہزار کی تعداد میں چھپ کر ملک میں پھیلی۔ مرکزی مجلس رضا لاہور نے کنز الایمان کے محاسن پر دس ہزار کتابیں شائع کیں۔ ہندوستان کے رضوی سکالرز آگے بڑھے اور ”کنز الایمان“ کی

امتیازی خصوصیات پر کوئی کتابیں لکھیں۔ آج تک بہر میں چینے والی ونائیف کی ہزاروں کتابیں، بخوبے، سورہ یسین ترجیح کنز الایمان سے مزین ہونے لگے ہیں۔ "کنز الایمان" کی فیاہ باریوں کا ایک اندماز یہ بھی ہے کہ لاہور کے ایک ناشر نے پانچ ہزار جلدیں چھپوا کر لوگوں میں تعمیم کرنے کا اعلان کیا کنز الایمان کی یہ جلدیں سارے پاکستان کی جیلوں میں منت تعمیم ہوئے لگیں اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کرو دیا گیا کہ جل کا ہر قیدی یا جل کا ہر طالب اگر کنز الایمان کا ترجمہ پڑھتا چاہے تو اُسے مفت دیا جائے گا۔

کنز الایمان کے اواروہات کا یہ عالم ہے کہ آج دنیا کے گوشے گوشے میں "کنز الایمان" کے نام پر رسائل، میگزین چھپ رہے ہیں، مدارس، مساجد کنز الایمان کے نام پر تعمیر ہو رہی ہیں، لائبریریاں، سوسائٹیاں، ادارے، مسجدوں کے محراب و منبر، خانقاہوں کے گنبد، ہسپتال، ڈپنسریاں، رفاقتی ادارے، تجارتی ادارے کنز الایمان کے نام سے قائم ہو رہے ہیں۔ یہ کنز الایمان کی ہر دعڑی اور پذیرائی کی دلیل ہے کہ

— جس طرف ٹاہ، آٹھی تعمیر تحری اُبھری!

آج سو سال گزرنے کے بعد دنیا کے گوشے گوشے میں کنز الایمان کے صد سال جشن منائے جا رہے ہیں، کافر فیس ہو رہی ہیں کرامی کی اس حیثیت اثنان تقریب کے علاوہ لاہور، اسلام آباد، ملتان اور دوسرے شہروں میں کنز الایمان کافر فیس مختصر ہو رہی ہیں امریکہ، کینیڈا، انگلیا، بھلکے دلیش، سری لنکا، جنوبی افریقیہ حتیٰ کہ عجیضہ کشمیر میں سی کنز الایمان پر صد سال کافر فیس کر رہے ہیں۔

آج میں نے شریہ ادا کرنا ہے ادارہ حجیات امام احمد رضا کے صد و گزی قدر کا، ان کے اراکین کا، ان کے محاوین کا اور اس تقریب کے صافرین کا ہے جنہوں نے میری خدمات کو قدر کی ٹاہ سے نوازا اور مجھے عزت بخشی اور آج اس جلد میں گولڈن تھنے سے اوزاز بخشا۔ میں سابقہ بیس سال سے اہل حضرت حیثیت البرکت اٹاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر کو اپنی بے سر و سامانی کے ہا وجود پھیلارہا ہوں۔ میرا رسالہ جہان رضا دنیا کے گوشے گوشے میں بخیام رضا لے کر ہر سینے جاتا ہے اور مجھے یہ اوزاز حاصل ہے کہ کرامی کے علاوہ مجھے بھی، دہلی، بھلی، گڑھ، امریکہ اور برطانیہ کے سینوں نے دوستی دیں ہیں کہ میں ان کے درمیان

کفرے ہو کر امام احمد رضا کا ذکر کروں۔ آج دنیا مسلک رضا سے بیگانہ ہوتی جا رہی ہے۔ بعض
علمائے اہلسنت بھی اعتقادی لغزشیں کر رہے ہیں، اپنی تحریریوں اور تقریروں میں وہ باتیں کہہ
رہے ہیں جو کبھی بد عقیدہ مولوی کہا کرتے تھے میں اس باوقار مجلس کے فورم سے علمائے اہلسنت
سے گزارش کروں گا کہ وہ آئے گے آئیں۔ مسلک رضا کو فروع دیں۔ افکار رضا کو پھیلائیں اور
عوام کی اعتقادی را ہنسائی فرمائیں۔ آج سنی علماء کرام میں جو انتشار اور افتراق پایا جا رہا ہے وہ
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مسلک اور اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے ڈوری کا نتیجہ ہے۔ آج
ہر شخص معمولی سوجھ بوجھ کے ساتھ قرآن پاک کا ترجمہ کرنے لگا ہے۔ ایسے نوآموز مترجم، منسر
قرآن بن کر قرآن کے مطالب کو جگاڑنے میں مصروف ہو گئے ہیں۔ کوئی حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت
کے اگلے اور پچھلے گناہ بخشو اکر را ہنسائی فرمارہا ہے، کوئی حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت
کو چالیس سال کے بعد ہتارہا ہے اور کوئی مسلک رضا کی اہمیت کو گرا کر آج پاک و ہند کی سنی
دنیا میں درجنوں شیخ الاسلام، مجددین ملت، شیخ القرآن، شیخ الحدیث اور شیخ الشفیع بن کرسانے آ
رہے ہیں۔ یہ تمام تاویلی اور ذنبی حضرات قوم کی را ہنسائی فرمانے لکھ آئے ہیں اور طرح طرح
کی بولیاں بول کر عوام اہلسنت کا دل بہلا رہے ہیں۔ یہ سارے فتنے "فلکر رضا" سے ڈوری کا
نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حالت زار پر حسم فرمائے۔

جہانِ رضا لا ہور کے ایڈٹر
پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کو

کوڈڈ میڈیل ایوارڈ

دیا گیا یہ ایوارڈ اعلیٰ حضرت کے افکار کی اشاعت پر
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے ۲۰۰۹/۰۲/۱۳ کو

علمائے اہلسنت کے ایک پر ہجوم جلسہ میں دیا تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سید ایوب علی رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ایوان رضا کی شمع در خشائی

بیکزادہ اقبال احمد قاروی، لاہور

سید ایوب علی قادری رضوی اعلیٰ حضرت کے شاگرد رشید، تربیت یافت، رفیق علم و حکم اور ساری زندگی ایوان رضا کی شمع در خشائی بنے رہے۔ آپ بہیلی کے سادات خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد گرای کا نام سید شہاعت علی تھا۔ آپ کے جدا ہجہ سید مراتب علی امین سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سادات بہیلی میں باوقار حیثیت کے مالک تھے۔ سید ایوب علی قادری نے ابتدائی تعلیم بہیلی کے مکتب میں حاصل کی اور وقت کے اساتذہ سے عربی اور قاری ادب کی تعلیم کی۔ آپ نے جب طلبی دنیا میں شوری آنکھ کھولی تو اعلیٰ حضرت عصیم المبرک مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایوان علم و فضل، علائے کرامہ فتحیان زمان، طالبان دلت اور مفتیان عصر سے آباد تھا۔ علم و فضل کے دھارے بہرہے تھے۔ آپ نے ان روشنیوں کو دیکھا تو دل و دماغ روشن ہونے لگے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس دوختروں جوان کو علم کی حاشی میں سرگردان پایا تو اپنے ایوان علم میں جگہ دی اور خصوصی توجہ فرمائی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب سارے ہندوستان کے اہل علم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو مرکز پر کار علم تسلیم کرتے ہوئے آپ کے اردو گردی جمع ہوتے تھے۔ سائل پڑھتے، تاوی حاصل کرتے، اعتقادی تربیت پاتے اور قرآن و احادیث کے دقيق سائل کے حل کے لیے دور دراز سے پہنچاتے۔ جو لوگ خود بہیلی میں نہ آسکتے تھے وہ ملک کے کوشے کوشے سے اپنے سائل ڈاک کے ذریعہ حل کرتے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قلم ہر وقت مصروف تحریر رہتا اور سائل کا جواب بردقت دیتا۔ بعض علائے کرام (سنسنی اور غیر سنی سائل) کے قرآن و احادیث پر عبور رکھنے کے باوجود سائل دعیہ کی تشریحات اور تحقیقات کے لیے آپ سے ہی رجوع

کرتے۔ فقیہ مسائل کی وضاحت چاہئے اور اطمینان قلب حاصل کرتے۔ ان حالات میں سید ایوب علی قادری آنے والے تمام خطوط، فتاویٰ اور مسائل کی ترتیب و تہذیب کے نگران مقرر ہوئے آپ نے نہایت محنت اور قابلیت سے اس اہم کام کو سرانجام دیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کمال شفقت سے آپ کی علمی راہنمائی فرمائی۔ بعض خصوصی علوم میں انھیں خاص تربیت دی۔ خاص طور پر انھیں علم ہیئت اور توقیت، مابعد طبیعیاتی علوم میں یکتائے زمانہ بنادیا۔ ان علوم کی تعلیم و تربیت کے بعد آہستہ آہستہ وہ اعلیٰ حضرت کے خصوصی علمی معاون بن گئے اور ”ایوان قلم“ کے حاجب التحریر نظر آنے لگے۔

سید ایوب علی رضوی علم توقیت اور تکمیر میں اتنے ماہر تھے کہ وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی رمضان کے دوران سحری اور افطاری کے اوقات کے نقشے تیار کرتے۔ انھیں زیور طباعت سے مزین کرتے پھر سارے ملک میں تقسیم کرتے۔ ان کے نقشے صرف بریلی اور اس کے گرد و نواحی کے علاقوں کے اوقات تک محدود نہ تھے بلکہ ہندوستان کے تمام صوبہ جات کے اوقات سحری و افطاری کے نقشے علیحدہ علیحدہ تیار کرتے۔ اعلیٰ حضرت کے شاگردوں میں سے یہنے صرف سید ایوب علی رضوی سے خاص تھا اور علم توقیت کے ماہرین بھی آپ کو ہدیہ تحسین پیش کرتے۔ جن دنوں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے واکس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کوریاضی کے بعض مسائل کے حل کرنے میں مشکلات پیش آئیں تو وہ علی گڑھ سے بریلی پہنچے۔ اعلیٰ حضرت سے راہنمائی حاصل کرنے کے بعد بڑے مطمئن تھے۔ اعلیٰ حضرت نے ڈاکٹر ضیاء الدین احمد سے فرمایا میرے ان دونوں چوپان (سید ایوب علی قادری اور قناعت علی شاہ) سے بھی علم ریاضی اور توقیت پر حکمتگو فرمائیں۔ ڈاکٹر ضیاء الدین حیران رہ گئے کہ اعلیٰ حضرت کے زیر تربیت شاگرد ریاضی، علم ہیئت اور توقیت میں اتنا کمال رکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ”کسور اعشاریہ متواالیہ“ کی قوت کا تھا جنھیں بریلی کے دونوں چوپان نے حل کر دیا۔

سید ایوب علی رضوی، حاجی کنایت اللہ سید قناعت علی شاہ، الحاج محمد شاہ خان، ملک العلما مولانا ظفر الدین رضوی کے علاوہ کئی دوسرے حضرات ”ایوان رضا“ کے خادمین سے تھے اور اعلیٰ حضرت کے علوم کے خوشہ چین گئی۔ اپنی اپنی استعداد کے مطابق ان حضرات نے دستِ خوان علم و فضل سے حصہ پایا۔ مگر سید ایوب علی رضوی اور ملک العلما ظفر الدین رضوی (بھاری رحمۃ اللہ علیہ) نے اس چشمہ علم و فن سے جن موتویوں سے دامن بھرے اس کی مثال نہیں ملتی اور یہ دونوں حضرات نے اعلیٰ حضرت سے فتاویٰ، استفسارات، تشریع احادیث، فقیہی

سائل کو جس مخت سے حاصل کیا۔ شاید ہی کسی دوسرے کو نصیب ہوا ہو۔ اعلیٰ حضرت کے شاہزادگان، مرشدزادگان اور فرزندان احباب کی تربیت کا اپنا اپنا انداز تھا مگر ان دونوں حضرات نے ان خصوصی علوم کو چار داگن عالم میں پھیلانے میں بڑا ہم کردار ادا کیا۔

اعلیٰ حضرت کی زندگی میں آپ کے ایک خلیفہ مولانا محمود جام جام جود پوری نے آپ کی منظوم سوانح "ذکر رضا" کے نام سے مرتب کی تھی۔ مگر یہ کتاب بڑی مختصر اور ناقابل تھی۔ سید ایوب علی قادری کو مولانا محمود جام جام جام جود پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے تحریک پیدا ہوئی کہ اعلیٰ حضرت کی ایک مفصل سوانح لکھی جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنے مشاہدات کی روشنی میں "حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء)" مرتب کی جو "مظہر الناقب" (۱۳۶۹ھ) کے نام سے مکتبہ رضویہ کراچی سے پہلی بار ۱۹۵۵ء میں چھپی بعد میں اسی "حیات اعلیٰ حضرت" کی تتمیل بارہ سال میں ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی نے چار جلدؤں میں کی جو ۱۹۳۸ء میں اعلیٰ حضرت کے وصال (۱۹۲۱ء) کے سترہ سال بعد کامل ہوئی۔ اس شاندار کتاب کی بنیاد سید ایوب علی رضوی نے رسمی تھی اور انھیں کی راہنمائی اور یادوداشتؤں کو آگے چل کر ملک العلماء ظفر الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا اور کامل کی۔ ان کے نامور فرزند ڈاکٹر مختار الدین احمد و اس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے پاکستان کے ایک ممتاز قلمکار جیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی وساطت سے اپنی نگرانی میں شائع کی۔ "حیات اعلیٰ حضرت" کا یہ شاندار ایڈیشن چار جلدؤں میں پاکستان میں (۲۰۰۳ء) میں پہلی بار چھپا پھر ہندوستان میں بھی مفتی مطبع الرحمن صاحب رضوی نے "حیات اعلیٰ حضرت" کا ایک ایڈیشن اسی سال تین جلدؤں میں شائع کیا اور اس طرح جس کتاب کا آغاز سید ایوب علی قادری نے کیا تھا وہ ایک شاندار سوانح حیات بن کر "حیات اعلیٰ حضرت" کے نام سے اہل علم و محبت کے مطالعہ میں آئی۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوتاں

اعلیٰ حضرت عقیلیم البر کرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان کے علم و فضل کا ایک بلند و بالا ایوان علم و فضل بریلی میں کھڑا ہے۔ اس میں دنیا بھر کے علمائے کرام، مشائخ عظام، احباب ذوالاہرام ارباب علم و فضل قطار درقطار تشریف لا رہے ہیں۔ علم کی محفلیں بھتی جا رہی ہیں۔ دنی میں پڑ رونق ہو رہی ہیں۔ ان مجالس میں علوم و فنون ریاضیہ کے چشے جاری ہیں۔ ایک ہر مجلس، ہر محفل میں سید ایوب علی شاہ رضوی موجود ہیں۔ کہیں ہائم محفل ہیں کہیں خادم مجلس ہیں، کہیں حاشیہ نشین اہل علم و فضل ہیں، کہیں اعلیٰ حضرت کے خواجہ تاش ہیں۔ ان مجالس و محافل میں علم و

فضل کے جو بارے بنتے تھے۔ اس سے سید ایوب قادری کا دامن اپنا حصہ لیتا تھا اور دل و دماغ میں محفوظ کرتا جاتا۔ نکتہ میں چیدیم ہر جائے کہ مجلس یافتہم!

آپ ایک نگاہ تصور "ایوان رضا" پر ڈال کر دیکھیں۔ علیحضرت امام الہست مجدد العصر کا دربار لگا ہوا ہے۔ مولانا عبدالحق خیر آبادی سے علمی مفتیگو ہو رہی ہے۔ مولانا شاہ عبدالقادر بدایوی سے اعتقادی باتیں ہو رہی ہیں۔ شاہ ابوالحسین احمد نوری سے علم تکمیر و جفر کے نکات لیے جا رہے ہیں۔ مولانا وصی احمد سورتی آرہے ہیں۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری بیٹھے ہوئے ہیں۔ مولانا امجد علی اعظمی موجود ہیں۔ علامہ سلیمان اشرف علی گڑھی، شاہ عبدالعیم صدیقی میرٹھی، شاہ سید نعیم الدین مراد آبادی جیسے سینکڑوں اہل علم و فضل سے دربار سجا ہوا ہے۔ ان تمام حضرات علم و فضل سے سید ایوب علی قادری ملاقاتیں کرتے ہیں۔ خدمات بجا لاتے ہیں۔ مہماں داری کرتے ہیں۔ خاطروں مدارات کرتے ہیں۔ پھر علیحضرت کے پیغامات و انعامات پہنچاتے ہیں۔ یہ منصب شاید ہی کسی "رضوی" کو ملا ہو۔

علیحضرت نے "حدائق بخشش"، لکھی حضور مسیح علیہ السلام کی بارگاہ میں بے مثال نعمتیں پیش کیں جو آج تک ہر عاشق رسول مسیح علیہ السلام کے دل کو زندگی بخش رہی ہیں۔ اس فضائیں سید محمد ایوب علی قادری زندگی گزار رہے ہیں پھر ان نعمتوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ انھیں مرتب کرتے ہیں، "حدائق بخشش" کی خوشبوؤں کے اثرات سے ان کے اندر کا چشمہ ابلا ہے تو اپنا شعری دیوان "باغِ فردوس" دو جلدیں میں مرتب کرتے ہیں اور اہل محبت کو دعوت مطالعہ دیتے ہیں۔

لگارہوں مضمائیں تازہ کے انبار خبر کرو میرے خرمن کے خوشہ چینیوں کو
سید ایوب علی قادری علیحضرت کی زندگی کی آخری سانس تک آپ کی خدمت میں رہے اور آپ کے خطوط و فتاویٰ اور لاپتہ برقی کے منصم رہے۔ ۱۹۲۱ء سے لے کر قیام پاکستان ۱۹۴۷ء تک (۲۶ سال) علیحضرت کے شہربدریلی، آپ کے دارالعلوم اور آپ کے مزار پھر آپ کے رفقاء اور آپ کے صاحزادگان اور آپ کے خانوادہ کی خدمت کرتے رہے۔ اس طویل عرصہ میں آپ نے علیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ، خطوط، رسائل، مکتوبات کو محفوظ رکھنے میں نہایت اہم کام کیا۔ "رضوی کتب" خانہ قائم کیا۔ علیحضرت کی کئی کتابیں شائع کیں۔

ملک العلماء ظفر الدین رضوی بھی ان ادوار میں آپ کے ساتھ رہے اور آپ سے اپنے مرشد کریم کی باتیں، واقعات، شب و روز کے معنوں، علماء و مشائخ سے تعلقات، مجالس و تقریبات کی باتیں سننے رہے اور قلمبند کرتے رہے اور ذہن میں محفوظ کرتے رہے۔ جنہیں

”حیات اعلیٰ حضرت“ مرتب کرتے وقت ان کی روایت سے بیان کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت کے بصال کے بعد ملک العلامہ ظفر الدین رضوی تو بریلی سے اپنے وطن بھار چلے گئے مگر سید ایوب علی قادری بریلی شریف میں رہے۔ یہاں ان کا دماغ بھی تھا۔ یہاں ان کا خاندان بھی تھا۔ سب سے بڑھ کر ان کے مرشد کریم اعلیٰ حضرت کے مزار سے قربت بھی تھی۔ یہ بڑی عظمت ہے جو کسی کسی کو ملتی ہے۔

یہ عظمتیں ہیں مقدر کسی کسی کے لیے!

سید ایوب علی قادری نے دیار حبیب کا سفر اختیار کیا تو تین سال چھ ماہ تک مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ تین بار حج کیا اور زیادہ وقت شہرِ محبت میں گزارا اور اپنے مرشد کریم کی نعمتوں میں بیان کردہ مقامات کی زیارت کرتے رہے۔ ویسے تو مدینہ منورہ کی ہر گلی، ہر گمراہ، ہر کوچہ اور بازار اپنی گلی اور انہا گمراہ ہے۔ پھر یہ ”شہر غریبوں امیروں کو تھہرا نے والا ہے۔“ سید ایوب علی رضوی اپنا زیادہ وقت قطب مدینہ مولانا خیاء الدین قادری خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی جالس میں گزارتے تھے اور انہیں اپنے اور ان کے مرشد کی باتیں سناتے تھے۔

پاکستان بنتا تو سید ایوب علی بریلی کو چھوڑ کر ۱۹۵۰ء میں پاکستان آگئے۔ آپ لاہور کے شاہی محلہ تاچپورہ پھر مکھن پورہ میں قیام فرمائے۔ آپ کا پاکستان میں علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری ناظم حزب الاحتفاف، علامہ ابوالحنفیات خطیب جامع مسجد وزیر خاں، دارالعلوم نعمانیہ، محدث پاکستان مولانا سردار احمد قادری لائل پور، مولانا عارف اللہ قادری کے پاس راولپنڈی آنا جانا رہتا تھا۔ کچھ عرصہ کے لیے کراچی گئے اور وہاں ان علمائے البشت سے ملاقاتیں رہیں۔ جو ہندوستان سے ہجرت کر کے کراچی آئے تھے۔ آپ نے مولانا محمد عمر نعیی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی سے مل کر ”حیات اعلیٰ حضرت“ کی پہلی جلد چھپوائی جب کراچی سے پہلی بار ”کنز الایمان ترجمہ قرآن“ چھپا تو سید ایوب علی قادری کراچی میں تھے۔ لاہور واپس آئے تو ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۹۰ء، ۲۶ نومبر ۱۹۷۰ء کوفت ہوئے اور قبرستان میانی لاہور میں آرام فرمائے۔

لاہور میں میانی قبرستان بڑا وسیع قبرستان ہے جس میں علم و فضل کے ہزاروں خزانے زیر زمین ہیں۔ یہ خنکانہ خاک کا ایک بڑا شہر ہے جس کی بنیاد حضرت طاہر بندگی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ”جسم طاہر“ پر رکھی تھی۔ اس قبرستان کے مغربی گوشے میں سید ایوب علی قادری آرام فرمائیں ان کے پہلو میں سید قناعت علی شاہ جو ساری زندگی آپ کے ساتھ رہے، آرام فرمائیں۔ اللہیم الرَّحْمَنَا

”حیاتِ اعلیٰ حضرت“

صحیح تالیف سے لے کر شامِ طباعت تک

بیگزادہ اقبال احمد فاروقی، ایم اے
مگر ان مرکزی مجلس رضا، لاہور

”آپ کی خدمت میں ”حیاتِ اعلیٰ حضرت“ کا تذکرہ پیش کر رہے ہیں۔ یہ کتاب جو اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام الہست، مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پیشہ سالہ (۱۹۲۱ء تا ۱۹۳۸ء) زندگی کے حالات پر مشتمل ہے۔ اسے اعلیٰ حضرت کے ایک شاگرد رشید، فاضل علوم دینیہ اور غلینہ خاص، ملک العلماء، مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا تھا۔ اس کتاب کے اکثر واقعات فاضل مولف کے مشاہداتی قلم کا نتیجہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے معاصر علماء کرام، صاحبزادگان محترم، شاگردان عزیز اور خدمت گزاران دربارہ خوبیت کی روایات پر مشتمل ہیں۔ کئی مقامات پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی اپنی زبان سے بیان کردہ احوال بھی موجود ہیں اور بعض اوقات آپ کے انٹرویو سے اقتباسات لیے گئے ہیں۔

”حیاتِ اعلیٰ حضرت“ آج سے اتنی سال پہلے کسی کمی جمی گرزاں بریلوی طباعت سے آج تک نہ ہو سکی۔ آج ”فاضل بریلوی“ جن کے حالات پر یہ کتاب ہے اور ”فاضل بہار“ جو حالات کو جمع کرنے رہے ہیں کو اس جہان ناپابیدار سے رخصت ہوئے ایک عرصہ ہو گیا ہے اور دنیا کی ناگاہیں اس کی اشاعت کے لیے مدتیں جنم براہ رہتی تھیں۔ الحمد للہ یہ ایک نادر و رشد بڑے طویل مرحل طے کرنے کے بعد ایک کتاب کی شکل میں نمودار ہوا ہے۔

ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت کے وصال (۱۹۳۸ء) کے سترہ سال بعد میں آپ کے حالات قلم بند کرنا شروع کیے اور اسے شبانہ

روز کوششوں سے پائی تھیں تک پہنچایا۔ مؤلف علام کے ایک رفت کار سید ایوب علی رضوی جو بریلی میں اعلیٰ حضرت فاضل برلموی کے قلمی مسودات، تالیفات اور فتاویٰ جات کے ایک عرصہ تک منصرم تھے۔ انہوں نے یہ کتاب لکھنے کی تجویز اور تشویق کی جسے ملک العلماء نے ایک صحنم کتاب میں مرتب کر کے دنیا نے سفیت پر بہت بڑا احسان فرمایا۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب "حیات اعلیٰ حضرت" کامل طور پر مرتب ہو کر طباعت کے مراحل طے کرنے لگی تھی۔ ۱۳۵۶ھ میں اس کتاب کا مکمل مسودہ تیار ہوا۔ ذ مولف علام نے بعض حضرات کی خدمت میں نظر ہانی کے لیے پیش کیا۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت کے پیر و مرشد حضرات مارہروی کے صاحبزادگان عظام اور علماء کرام کی خدمت میں پیش کی گئی۔ "جہان رضا" لاہور ماہ اپریل ۲۰۰۳ء..... میں بعض قدیم خطوط چھپے ہیں، جن سے ہمکا پہنچتا ہے کہ فاضل مولف نے کتاب کا پورا مسودہ مارہرہ شریف کے سجادہ نشین محمد میاں قادری..... کی خدمت میں نظر ہانی کے لیے شعبان ۱۴۱۳ھ کو پیش کیا تھا پھر بعض حضرات نے اس کتاب کو پریس میں جاتے ہوئے دیکھ کر آرڈر بھی بک کر دائے کہ یہ کتاب چھپتے ہی ان تک پہنچے۔ ملک بھر میں اس کتاب کی طلب کی سرگردی نظر آئے گی۔ مگر نامعلوم یہ کتاب کیوں نہ چھپ گل۔ ہم ان حالات کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ یہ کتاب پریس کے دروازوں پر دستک دے کر کیوں دامک آ گئی اور کتاب کا مسودہ کن حضرات کی نظر بدل کی نذر ہو گیا اور کس بزرگ کے ذخیرہ کتب میں دبا پڑا رہا۔

۱۹۳۷ء میں ملک تقسیم ہو گیا۔ پاکستان کا وجود عمل میں آیا۔ بر صغیر کے مسلمان اہل علم مختلف اطراف میں بکھر گئے۔ فاضل مولف اپنے آپاً گھر، بہار پلے گئے۔ سید ایوب علی رضوی پاکستان آ گئے اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ "حیات اعلیٰ حضرت" کے اوراق کہاں کہاں بکھر گئے۔ سید ایوب علی رضوی جب بھرت کر کے لاہور آ گئے تو ان کے پاس کتاب کے چھ صفحات تھے۔ انہوں نے کراچی کے بعض سابق رفقاء سے مل کر "حیات اعلیٰ حضرت" کی طباعت کا بندوبست کیا۔ ۱۹۵۵ء میں "حیات اعلیٰ حضرت" کی جلد اول چھپانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ باقی جلدیں کس کے پاس محفوظ ہوئیں۔ یہ کتاب ہمیں بار کراچی سے کتبہ "رضویہ" آرام باغ سے چھپی اور شہستان رضویت کی شمع بن کر اہل علم تک پہنچی۔ جلد اول کی اشاعت کے بعد "تفہیل بان حیات اعلیٰ حضرت" کے اشتیاق میں بے پناہ اضافہ ہو گیا اور وہ کامل

کتاب کی طلب کے لیے بے تاب نظر آنے لگے۔

قیام پاکستان کے بعد کئی سال گزر گئے۔ مگر اس کی کتاب کی طرف نہ کسی نے توجہ دی نہ کوئی آواز سنائی دی۔ مولوی ایوب علی رضوی ۱۹۷۰ء میں لاہور میں انقال کر گئے۔ ۱۹۸۲ء میں امین شریعت حضرت مفتی رفاقت حسین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حضرت مولانا محمود احمد صاحب قادری اشرنی (مؤلف تذکرہ علماء والہلسنت و مرتب مکتوبات اعلیٰ حضرت) مؤلف گرامی کے فرزند ارجمند ڈاکٹر مختار الدین احمد سابق صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پاس سنی علمائے کرام کا وفد لے کر علی گڑھ پہنچے اور ”حیات اعلیٰ حضرت“ کی طباعت کے اشتیاق کا انطہار کیا اور اصرار کیا کہ کتاب کا قلمی مسودہ انھیں دیا جائے تو اسے دو سال کے اندر اندر زیور طباعت سے آراستہ کر کے عوام تک پہنچادیا جائے گا، ڈاکٹر مختار الدین احمد ایک کتاب دوست، دانشور ہیں۔ وہ تحقیقی امور سے بے پناہ چھپی رکھتے ہیں اس سلسلہ میں وہ عالمی شہرت کے مالک ہیں۔ انھوں نے ان علماء کرام کے اشتیاق اور اصرار کو دیکھا تو بلا تامل کتاب کا مسودہ ان کے حوالے کر دیا۔

”حیات اعلیٰ حضرت“ کا مسودہ جو ایک تاریخی ورثہ تھا اور بے حد اہمیت کا حامل تھا مولانا محمد محمود قادری برکاتی، سجادہ نشین خانقاہ قادریہ اشراقیہ، بھوانی پور، ضلع مظفر پور (بہار) کے زیر نگاہ آ گیا۔ انھوں نے اخبارات میں اعلان کیا کہ ”حیات اعلیٰ حضرت“ چھپ رہی ہے شائعین کتاب اس کے حصول کے لیے آرڈر بک کروائیں۔ یہ اعلان بڑا خوش کن تھا سارے ہندوستان میں ہی نہیں سارے پاکستان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ چالیس سالہ گم کشہ خزانہ برآمد ہونے کی بشارت مل گئی اور اب اہل علم اس کی راہیں دیکھنے لگے۔ اس اعلان پر یقین کرتے ہوئے ”مرکزی مجلس رضا لاہور“ نے اعلان کیا کہ ”حیات اعلیٰ حضرت“ کو مختلف حصوں میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا جائے گا۔ ”ماہنامہ جہان رضا لاہور“ نے حیات اعلیٰ حضرت کی جلد اول جو کراچی سے چھپ چکی تھی۔ تین اقساط میں چھاپ کر مفت تقسیم کرنا شروع کر دی اور ساتھ ہی اپنے قارئین کو یقین دلایا کہ جو نہیں ہندوستان سے کتاب چھپ کر آتی جائے گی۔ اسے بالا قساط شائع کر کے تقسیم کیا جائے گا۔

یہ ۱۹۹۲ء کی بات ہے، ہندوستان میں نہ کتاب چھپی، نہ پاکستان آئی، نہ تقسیم ہوئی۔

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی!

مولانا محمود احمد قادری مدخلہ سے رابطہ کیا گیا، فون کیے گئے، تاریخ دی جائیں۔ مگر

"صدائے برخواست" بانی مرکزی مجلس رضا حکیم محمد موسیٰ امرتسری ج کے لیے حرمن شریفین کے تو مدینہ پاک کے قیام کے دوران مولا نا محمود احمد قادری سے ملاقات ہو گئی اور کتاب کی اشاعت کا پوچھا تو وہ تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے انھیں مشورہ دیا کہ وہ کتاب کا مسودہ پاکستان بیجج دیں "مرکزی مجلس رضا" اپنے اخراجات پر چھپوادے گی۔ مگر علامہ قادری صاحب نے ایسا بھی نہ کیا۔

اب "حیاتِ اعلیٰ حضرت" کی گشتنی کا یہ دوسرا دور تھا۔ ڈاکٹر عمار الدین احمد صاحب نے مولا نا محمود احمد قادری سے بار بار مطالبہ کیا کہ وہ مجھے میرا مسودہ واپس کر دیں۔ میرے والد کی امانت لوٹا دیں۔ مگر ان کی ساری کوششوں کو نظر اداز کر دیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے والد گرامی کی اس بے مثال تحریر کے جھول کے لیے بہت سے علماء کرام کو مسلسل لکھا اور ایک عرصہ تک ان کا تعاقب کرتے رہے۔ مگر اب خبریں آئیں کہ کتاب دہلی چلی گئی ہے۔ پھر بڑی بھیج گئی ہے۔ پھر بہار کے منتی محمد مطیع الرحمن صاحب رضوی کے پاس آ رام فرمائے۔ چالیس سال گزرنے کے باوجود یہ تمام "مختیان ہند" اور "دانشور ان اہلسنت" اس طویل عرصہ میں ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ نہ آئے اور نہ مسودہ ان کے ہاتھ آیا۔ کتاب بھی۔ نہ شائع ہوئی۔ ان علماء کرام کے ٹکنیکیات میں بڑی خلفت برلی گئی۔ ماہر رضویات جتاب ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری رحمہ اللہ نے اٹھیرت قابل برلوی پر انگریزی میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام (A neglected genious of the East) رکھا تھا۔ آج اگر ہم اپنی کوتا ہیوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہیں کہ (A neglected book, on a neglected genious of the East) توبے جانے ہو گا؟

"حیاتِ اعلیٰ حضرت" کی طباعت میں حصہ اٹھانے کیا کیا احتکلات درپیش آئیں ان علماء کرام کا تسلی تھا یا وسائل کی کیا کوئی خیرہ ہاتھ اس کی طباعت میں حائل رہے ہیں۔ بہر حال یہ تمکے سال کا طویل عرصہ بھی بڑی بے چینی سے گزرا۔ محترم ڈاکٹر عمار الدین احمد صاحب کو خدا خوش رکھے۔ انہوں نے اپریل ۲۰۰۳ء کو، میں یہ مژده جانفرزا نایا کر دہ اپنے خاندانی کاغذات کا ایک صندوق دیکھنے لگے تو اس میں سے حضرت ملک العلاء کی اس تادری نایاب کتاب کا قسمی مسودہ ہم آمد ہوا۔ جس کی علاش میں ہم مدقون مارے مارے پھر رہے تھے۔

ہم نے فوراً ان کی خدمت میں لکھا کہ آپ بلا تعلیق یہ "گشیدہ خزانہ" ہمارے حوالے کریں تاکہ اسے شائع کیا جاسکے۔ ڈاکٹر صاحب کا خدا بھلا کرے۔ انہوں نے ہم پر اعتماد کرتے ہوئے سودہ پاکستان بھیجا۔ ہمیں یوں محسوس ہوا کہ چالیس سالہ گم کشتہ ماہ کتعان مل گیا ہے ہم اس قلمی سودے کو پڑھتے چلے گئے اس کی پیرابندی کی، عنوانات قائم کیے۔ مروجہ انداز املا اپنایا اور اسے کپیوٹر کے خوبصورت حروف سے سجا کر آپ کے سامنے لے آئے ہیں۔ گویا اس طرح ہم محبت کو نیارجگ دے کر آپ کے سامنے آ رہے ہیں۔ ہم ڈاکٹر عمار الدین احمد، ایم اے، پی ایچ ڈی علی گڑھ کے احسانات کا کن الفاظ میں شکریہ ادا کریں جنہوں نے اپنے والد مکرم کی گم شدہ تالیف لطیف کو اپنے خاندانی کاغذات سے نکالا، ہم پر اعتماد کیا۔ ہمارے حوالے کیا۔ "مردم گزیدہ" ہونے کے باوجود ہمیں اس کام کے لیے تیار پایا۔ وہ مزید آگے بڑھے، بات بات پر صفحہ صفحہ پر، سطر سطر پر ہماری راہنمائی فرماتے گئے۔ مشورے دیے، ہماری مشکلات کو سامنے رکھا، سابقہ خطرات اور خدشات کے باوجود ان کی مگر انی میں "حیات اعلیٰ حضرت" زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں آ گئی ہے۔

ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس عظیم الشان کتاب کو اس انداز سے تیار کیا تھا کہ قارئین کو پڑھنے میں ہر طرح کی آسانی ہو اور مطالعہ کے وقت طبع سیم پر کسی قسم کی گرانی نہ ہو اور جب کتاب کے صفحات کھولیں تو صفحات کے صفحات کھولتے جائیں اور اپنے دامنِ دل و دماغ کو حیات اعلیٰ کی خوبیوں سے محض و معنبر کرتے جائیں۔

پاکستان میں "حیات اعلیٰ حضرت" کی طباعت بلکہ دیدہ زیب اشاعت کے لیے ہم نے ایک مگر ان بورڈ تکمیل دیا اور فتنی حضرات کی خدمات حاصل کی گئیں۔ ہمارے ٹرفنگ نگاہ دوست محمد عالم عمار حق صاحب نے حروف چینی فرمائی۔ مسعود ملت کے مرید خاص عبدالستار طاہر صاحب نے حروف گیری میں تعاون کیا۔ مولانا صلاح الدین سعیدی نے کاغذات کو درہم برہم ہونے سے بچایا۔ ہم خود بائیس پیری و لگیری کتاب کے صفحہ صفحہ، حرف حرف پر پھرہ دیتے رہے۔ پیرابندی کی، عنوانات قائم کے طویل جملوں کو چھوٹے چھوٹے جملوں میں تبدیل کیا اور کوشش کی کہ حیات اعلیٰ حضرت کے قارئین ستر سال کے بعد چینے والی کتاب کو "گل تازہ" جان کر مطالعہ کریں۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی فرد گذاشت نظر آئے تو عزیزان محترم کو درگز رفرمانے کی درخواست کی۔

”حیات اعلیٰ حضرت“ کیا جپسی خیابان رضویت میں بھار آگئی۔ ہر طرف سے پیغام آنے لگے علماء طلباء اور دانشوروں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ حیات اعلیٰ حضرت کی خوبصورت جلدیں پاک و ہند میں پھیلتی چلی گئیں لاہور میں چینے والے ایڈیشن نے تو اہل ذوق کو خوش کر دیا۔ اعلیٰ کاغذ، نسیس طباعت اور خوبصورت شہری جلد نے کتاب کو ہر علم و دوست کے لیے حرز جاں بنادیا اور ہر ایک پکارا۔

بحمد اللہ چار زال خریدم

ادھر مفتی مطبع الرحمن رضوی مدظلہ العالی نے ہندوستان سے تین جلدیں میں ”حیات اعلیٰ حضرت“ کا خوبصورت ایڈیشن چھپوا کر ہندوستان کے گوشے گوشے تک پہنچایا۔ یہ ایڈیشن پاکستان پہنچا تو لاہور اور کراچی کے کئی مطابع نے شائع کر کے دنیاۓ رضویت کو باغ و بھار بنادیا۔

حیات اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے بعد علمائے کرام اور مشارع عظام نے بے نہاہ سرت کا اظہار کیا۔ ناشرین کو بے شمار خطوط لکھے۔ ہدیہ تحسین پیش کیے اپنے گروں قدر تاثرات سے نوازا۔ اگر وہ سارے تاثرات و تبرے کمبا کر لیے جاتے تو ایک دفتر تیار ہوتا ہے۔ حیات اعلیٰ حضرت کی طباعت کے بعد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بر طوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے کئی علمی اور مسلکی پہلو سامنے آئے جو مختلف کتابوں، رسائلوں اور جرائد کے صفات کی زینت بنے۔

راقم الحروف (بیرونی اقبال احمد فاروقی، عمران مرکزی مجلس رضا لاہور) ”حیات اعلیٰ حضرت“ کی خوبصورت اہتمام کی وجہ سے دنیاۓ رضویت نہایت قدر کی تلاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انجمن برکات رضا نے حیات اعلیٰ حضرت کی تالیف و طباعت کے مراحل کے حالات کو شائع کرتے ہوئے اس کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا ہے اور اعلیٰ حضرت کی ذات والا صفات سے جس عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی تصریفات آپ کی راہنمائی کرتے رہیں۔

کنز الایمان کے سو سال اور ارباب علم و دانش کے تاثرات

ڈاکٹر کلیم احمد قادری

قرآن کریم دین اسلام کا حقیقی معنی و سرچشمہ ہے اور اس کے مفہوم و مطلوب تک ترجمہ رہنمائی کرتا ہے۔ دنیا کی متعدد زبانوں میں اس کے ترجمے کیے جا چکے ہیں اور قرآن کریم کے ترجمہ میں اردو زبان کو یہ شرف و امتیاز حاصل ہے کہ اس میں ترجموں کی تعداد دنیا کی ہر زبان سے زیادہ ہے۔ اس صنف میں زبردست عالم و فاضل عربی و اردو وال حضرات نے زور آزمائی کی ہے۔ مگر ان ترجم کا بغور جائزہ لینے پر یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ متعدد ترجم سے صفت باری تعالیٰ پر حرف گیری، شان انبیاء و مرسیین میں گستاخی و بے ادبی اور عظمت اسلام مجروح ہوئی ہیں۔ ان کے خود ساختہ ترجموں سے حرمت قرآن، عصمت انبیاء، عقائد مسلمین اور وقار انسانیت کو بھی خیس پہنچی ہے۔ کیونکہ ان ترجم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں سے دل گلی کرتا ہے، نبی اڑاتا ہے، دھوکے میں ڈالتا ہے، مکروہ فریب کرتا ہے اور بعض امور کا علم اللہ رب العزت کو بھی نہیں ہوتا۔ وہ بھی اعضا کا تھانج ہے۔ انبیاء و مرسیین بھی قبل اسلام گنہ گار، بیکلے ہوئے اور بے راہ تھے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ ان مترجمین نے بغیر تاہید رباني کے مترجم کھلانے جانے کے شوق میں ایسی ایسی خوکریں کھائیں کہ ان کے ایمان و اسلام ہی کی خیر نہ رہی۔

قرآن کریم جیسی لا ریب کتاب کا مترجم بننے کے لیے تاہید رباني و رحمت خداوندی اولین شرط ہے۔ اس ضمن میں بدر ملت علامہ مفتی بدرا الدین احمد قادری علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں: ”ایک انسان اپنی دماغی کوشش سے بلند پایہ مصنف و قابل صد انتشار ادیب بن سکتا ہے۔ اپنی ذاتی قابلیت کے زور سے اردو، عربی، فارسی، انگریزی وغیرہ مختلف زبانوں کا ماہر تو ہو سکتا ہے۔ اپنے ذہن ماقب کی تیزی سے نحو و صرف، معانی و بیان، تاریخ و فلسفہ کا محقق نہ ہو سکتا ہے۔ لیکن حکیم کا مترجم بننا تو یہ اس کے اپنے بس کی بات نہیں۔ قرآن مجید کی ترجمانی کرنا، کلام

اللہ کے اصل فرشاد مراد کو سمجھنا، آیات و ربانی کے انداز کو پیچانا، آیات محکمات و تشبیهات میں امتیاز کرنا یہ صرف اس عالم دین کا کام ہے جس کا دماغِ انواءِ ربانی سے روشن، اس کا قلب عقق مصطفیٰ کا مدینہ ہو۔ رہے وہ لوگ جو زبان و ادب، فنون و صرف، فلسفہ و تاریخ وغیرہ علوم کے قابل ہونے کے باوجود باطل پرستی کے حامی و مطرف دار ہیں لیکن انھیں بارگاہ رسالت ﷺ سے قرآن مجید کی ترجمانی کے لیے تائید رحمانی کا کوئی حصہ نہ طاہ کیوں کہ علم قرآن ہی وہ کسوٹی ہے جس سے کمرے کھونے کا فرق ظاہر ہوتا ہے، قرآن ہبھی ہی وہ معیار ہے جو علمائے حق و علمائے باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچتا ہے۔“ (سوانح اعلیٰ حضرت ص ۳۶۵ مطبوعہ رضا اکیڈمی مسی) مترجمین قرآن کی فہرست میں ایک نام چودھویں صدی کی جامع العلوم و کثیر التصانیف عبرتی شخصیت، عاشق رسول، مجدد دین و ملت امام احمد رضا برلنی کی بھی ہے۔ جنھوں نے صدر الشریعہ علامہ امجد علی عظیمی (مصطفیٰ بہار شریعت) کے یہیں اصرار پر بغیر کسی سابقہ تیاری کے قرآن مجید کا ایسا با ادب و شاہکار تفسیری ترجمہ اٹا کرایا جسے دیکھ کر رہا ہے علم و دانش اگاثت بدندال ہیں۔ آپ نے اپنے اس ترجمے کا تاریخی نام ”کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن“ ۱۳۲۰ھ تجویز فرمایا۔ ”کنز الایمان“ اپنے معنی کے اعتبار سے ایمان کا خزانہ و علوم و معارف کا سمجھیجہیہ ہے۔ ”کنز الایمان“ تقدیس الوہیت و شان رسالت کا حافظہ و نگہبان ہے، عظمت و صفت انبیاء کا نقیب و ترجمان ہے۔ احادیث مبارکہ صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین و اسلاف کرام کی تفاسیر کا نجمز ہے۔ اردو زبان کی فصاحت و بلاغت، سلاست دروانی، اختصار و جامعیت، زبان و بیان کی لفاظت سے حریم ہے۔ کنز الایمان، محاشیات، فلکیات، ارقمیات، طبیعتیات و سائنس کے جدید مسائل کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ الغرض قرآن کریم کا میں مختارے رب العالمین کے اردو زبان میں منفرد و خلیم الشان ترجمہ ہے۔

اين سعادت بنور بازوئیت

تنه مخدود خدائے مخدودہ

کنز الایمان کی شہرت، مقبولیت اور کثرت اشاعت کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں یہ قبولیت کی سند پا چکا ہے۔ بر صیر ہندوپاک کے پیجاوسوں ناشرین کنز الایمان کی اشاعت میں معروف ہیں۔ دینی کے وزیر اوقاف فضیلہ الشیخ عیسیٰ بن مانع ”کنز الایمان“ کے ۵۰۰ نسخے اپنی وزارت کی مہر کے ساتھ تعمیم کیے۔ الجملہ الاشرفیہ

مبارک پور (انڈیا) کی تحریک پر جامعہ از ہر، مصر کے واکس چانسلر ڈاکٹر سید محمد طنطاوی کی سربراہی میں مجمع البحوث الاسلامیہ (مرکز تحقیقات اسلامی) قاہرہ نے کنز الایمان کا بنظر عمیق مطالعہ کرنے کے بعد اس کو اردو زبان کا مستند ترجمہ قرار دیتے ہوئے اس کی صحت کی تصدیق و توثیق کر دی ہے اور اسے مذہب اہل سنت کے عین مطابق قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں جامعہ از ہر نے ایک سری تحقیکیں کا اجرا بھی کیا اور عامة المسلمين کے استفادے کے لیے اس کی ترویج و اشاعت کی تغیب بھی دی ہے۔

اب تک "کنز الایمان" کا دنیا کی تقریباً دس زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ کنز الایمان کے علمی محاسن و معارف پر اب تک سو سے زائد کتب و رسائل و مقالات تحریر کیے جائے ہیں۔ عالمی جامعات میں بھی اس کو موضوع تحقیق بنایا جا رہا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (رحمۃ اللہ علیہ) کی مگرانی میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے کراچی یونیورسٹی سے ۱۹۹۳ء میں "کنز الایمان اور دیگر معروف قرآنی ترجمہ کا تقابلی جائزہ" کے عنوان سے مقالہ لکھ کر پی ایچ ذی ڈگری حاصل کی ہے، جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ دوہیل ڈکٹر یونیورسٹی، بریلی شریف سے لیڈی اسکالر مس حامدہ کے مقالہ ڈاکٹریٹ "اردونشر اور مولانا محمد رضا خاں" کے چوتھے باب میں کنز الایمان کی علمی و ادبی اہمیت پر ایک گوشہ شامل ہے۔ ڈاکٹر صابر سنبھلی نے کنز الایمان کی زبان و بیان میں انفرادیت اور لسانی خوبیوں پر تحقیقی مقالہ لکھے ہے۔

قرآن مقدس علوم و فنون کا جامع ہے اور یہ بھی اعجاز قرآن ہی ہے کہ کنز الایمان پر ای تحقیقی امور کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ تحقیقین و ارباب علم و دانش اس کی جانب توجہ ہیں۔ علامہ محمد عبدالحیمن نعمانی قادری کنز الایمان کے اسی وصف کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بلکہ میں یہ کہوں تو غلط نہ ہو گا کہ جس طرح قرآنی اسرار و نکات ختم ہونے والے نہیں۔ جیساً لہ حدیث پاک میں فرمایا گیا "لَا تَحْكُمْ عِجَابَهُ" (اس کے اسرار و عجائب ختم ہونے والے نہیں) اسی طرح اس ترجمہ کے محاسن پر بھی جس قدر غور کیا جا رہا ہے اسی قدر اس کے اسرار و حکم و اشکاف ہوتے جا رہے ہیں۔"

دنیا نے اہل سنت منون ہے۔ علامہ محمد عبدالحیمن نعمانی قادری کی کہ انہوں نے بڑی

عرق ریزی اور شب و روز کی محنت سے کنز الایمان کی صحیح کا کام انجام دیا۔ ان کے اس صحیح شدہ نسخہ کی اشاعت رضا اکیڈمی، مالے گاؤں (انڈیا) نے کی اور اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ لہذا تمام ناشرین کو چاہیے کہ وہ اس جدید صحیح شدہ ایڈیشن کو ہی شائع کریں۔ کنز الایمان حقائق و معارف کا امنڈتا ہوا مندرجہ ہے۔ برصغیر ہندو پاک کے بے شمار ارباب علم و دانش نے کنز الایمان کی انفرادیت، جامعیت، او بیت، معنویت، زبان و بیان کی چائیں اور سلاست و روائی اور متعدد خوبیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے جو تاثرات رقم فرمائے ہیں وہ ہدیہ قارئین ہیں:

(۱) محدث اعظم ہند: ”علم قرآن کا اندازہ اگر صرف اعلیٰ حضرت کے اس ترجیح سے کبھی جو اکثر مگروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں ہے اور نہ اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ پر لایا نہیں جاسکتا جو محض ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں قرآن ہے۔ اس ترجمہ کی شرح حضرت صدر الافتاضل استاذ العلماء مولانا شاہ نعیم الدین صاحب عليه الرحمہ نے حاشیہ پر لکھی ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ دورانِ شرح کئی بار ایسا ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے استعمال کردہ لفظ اٹل ہی نکلا۔ اعلیٰ حضرت خود شیخ سعدی کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے لیکن اگر حضرت سعدی اردو زبان کے اس ترجیح کو پاتے تو فرماتے کہ ترجمہ قرآن شے دیگر است قرآن شے دیگر است۔“ (المیزان، امام احمد رضا نمبر، میجی ۶۹۷، ص ۲۳۵)

(۲) مولانا سید شاہ محمد قائم رضوی چشتی..... سجادہ نشین آستانہ چشتیہ نظامیہ، داتاپور، بہار: ”قرآن عظیم کا ترجمہ اکثر زبانوں میں ہوا ہے اور ہوتا رہتا ہے۔ ایک ترجمہ تائب رسول اعظم امام احمد رضا قدس سرہ کا بھی ہے۔ ترجمہ کرنا خود ایک مستقل فن اور بڑا ہی نازک فن ہے۔ ایک ایک لفظ کا صحیح معنی و معہوم، محل استعمال، سیاق و سبق، شانِ نزول، مطلب و روایت، ہم گیری کا پوری احتیاط کے ساتھ سمجھنا منزل ادق و دشوار ہے اور ترجمہ سے اس ترجمہ کا مقابلہ کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت جس عالمانہ و محققانہ انداز میں پوری جزری و انسانی نفیات کی کامل آگاہی کے ساتھ فن ترجمہ کی صبر آزمائنازل کو طے کیا ہے، وہ کچھ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اب تو بیرونی یونیورسٹیاں بھی اس طرف متوجہ ہو رہی ہیں۔ اس ترجمہ میں جو احتیاط کی گئی ہے قابل قدر ہے۔“ (المیزان، امام احمد رضا نمبر، میجی ۶۹۷، ص ۲۵۵)

(۳) مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری: "مسلمانو! اے شمع رسالت کے پروانو! اگر خدا نصیب کرے تو قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے صرف اور صرف کنز الایمان ترجمہ قرآن، نی پڑھنا، قرآن کریم کا اردو میں بھی سب سے صحیح ترجمہ ہے اردو کے باقی جتنے ترجمے ہیں ان میں سے اکثر ترجمے بے دینوں نے کیے ہیں اور انہوں نے بعض آیات کا ترجمہ نہ شائے، ربانی کے خلاف کر کے مقدس شجر اسلام میں اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگائی ہوئی ہیں۔ خدا نہ کرے کہ آپ یا آپ کے گھر والے ان ترجموں کو پڑھ کر اپنی دولت ایمان کو ضائع کرنی چاہیں۔ ایمان کی حفاظت کے لیے بے ادبی و بے حرمتی سے مبرا "کنز الایمان" کو پڑھنا اشد ضروری ہے کیونکہ یہ ترجمہ قرآن تفاسیر معتبرہ کے عین مطابق ہے۔" (سانانہ معارف رضا، کراچی

(۱۲۸، ص ۲۰۰۳)

(۴) مولانا عطا محمد بندیالوی، پاکستان: "حضرت بریلوی قدس سرہ نے ایک ہزار کے لگ بھگ تصانیف ارقام فرمائیں اور جس مسئلے پر قلم اٹھایا الہم شرح کر کے چھوڑا۔ ان تمام تصانیف کا سرتاج اردو ترجمہ قرآن پاک ہے، جس کی نظیر نہیں ہے اور اس ترجمہ کا مرتبہ اس کو معلوم ہوتا ہے جس کی اعلیٰ درجے کی تفاسیر پر نظر ہے۔ اس ترجمہ مبارک میں مفسرین کا اتباع کیا گیا ہے اور جن مذکولات اور ان کے حل مفسرین نے صفحات میں جا کر بمشکل بیان فرمائے ہیں اس محسن اہل سنت نے اس ترجمہ کے چند الفاظ میں کھوں کر رکھ دیا ہے۔" (حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی از پروفیسر مسعود احمد، مطبوعہ ممبئی، ص ۲۱، ۲۲)۔

(۵) علامہ ارشد القادری: "عربی زبان پہلی ہوئے معانی کو اپنے اندر سمیئنے کی جو صلاحیت رکھتی ہے اردو زبان بہت حد تک اس سے محروم ہے لیکن اسے زبان اور تعبیر پر امام احمد رضا بریلوی کی غیر معمولی قدرت ہی کہا جائے گا کہ اردو کی تجھ دامنی کے باوجود انہوں نے اپنے اردو ترجمے میں اختصار اور جامعیت کی نادر مثال قائم کی ہے۔ اختصار کا حال تو آپ حروف کو گن کر معلوم کر لیں گے لیکن جامعیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ پورے کنز الایمان میں آیت کا مفہوم واضح کرنے کے لیے انھیں عبارت میں ہلا لین کا پوند جوڑنے کی کہیں ضرورت پیش نہیں آئی۔ کیونکہ ترجمہ ہی اتنا جامع ہے کہ وہی وضاحت کے لیے بہت کافی ہے۔" (تجلیات رضا، کنز الایمان کا مطالعہ تین رُخ سے، ص ۵۳ مطبوعہ دارالکتب دہلی)

(۶) مولانا عبدالحکیم شرف قادری..... جامعہ نظامیہ، لاہور، پاکستان: "قرآن کو

تبحث کے لیے صرف عربی زبان، صرف دینی، علم محتوی، بیان، بدیع و فیرہ طوم میں مہارت کافی نہیں، تفسیر و حدیث، عقاید و کلام اور تاریخ و سیرت کا وسیع مطالعہ ہی کافی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اور صاحب قرآن ﷺ سے صحیح ایمانی درود حاصل تعلق بھی ضروری ہے اور ترجمہ ثاروں میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز ممتاز ترین مقام پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں پچاس سے زیادہ علوم میں حجت انگیز مہارت عطا فرمائی تھی۔ وہ عارف باللہ بھی تھے اور صبغۃ اللہ سے مزین بھی۔ ساتھ ہی آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے جیب اکرم ﷺ کی محبت میں فدا تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ کے توسط سے ان کے ول پر فوضی الہمیہ کی بارش ہوتی تھی۔ اسی لیے انہوں نے قرآن پاک کا بے مثال اردو ترجمہ "کنز الایمان فی ترجمہ القرآن" کے نام سے کیا۔ مخالفین کی سازشوں کی بنا پر بعض ممالک میں اس پر پابندی عائد کی گئی لیکن محمد اللہ اس کی خداوداومقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کی مانگ سب تراجم سے زیادہ ہے۔" (کنز الایمان کی عرب دنیا میں پذیرائی ص ۱۰۹ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

(۷) مولانا کوثر نیازی (مرحوم)؛ "کنز الایمان تمام اردو ترجم میں حق افروز اور ادب آموز ترجمہ ہے۔ یہ حق رسول ﷺ کا خزینہ اور معارف اسلامی کا تجھیہ ہے۔" (امام احمد رضا ایک ہمسہ جہت فضیلت، مطبوعہ راجح محل بہار، ص ۲)

(۸) علامہ اختر رضا خاں ازہری بریلی شریف جائشیں حضور مفتی اعظم ہند: "معرف بہادر یہ سنتے چلیں کہ امام احمد رضا کا وہ ترجمہ ہے جسے انہوں نے اردو کے ترجموں کی بنا پر غلط تباہیات کا دہ علام کے نزدیک نہ صرف صحیح ہے بلکہ ایسا مشہور ہے کہ حجاج بیان نہیں تو وہ جو ہم نے کہا تھا کہ ہر غیر مشہور غلط نہیں ہوتا محسن تزلیل تھا اور اردو کے ترجموں کی یہ حد تک تھا نہیں ان ارشادات کے پیش نظر ترجمہ رضویہ کو دیکھ ترجمہ پر فوقیت ظاہر ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے تو اس کے مقابل دیگر ترجم کو لانا جمل ہے۔" (دفاع کنز الایمان، مطبوعہ ادارہ سی دنیا، بریلی شریف، ص ۵۷)

(۹) علامہ سید محمد مدنی کچھ چھوٹی..... جائشیں حضور مفتی اعظم ہند: "ان تمام مباحث کو بغور دیکھ لیتے کے بعد امام احمد رضا کے ترجمے کی اہمیت کا اندازہ لگتا ہے کہ اس قدر طویل بحث کے بعد جو حقیقت سامنے آئی اس کو امام احمد رضا نے اپنے ترجموں کے مختصر سے فقروں میں سمو دیا ہے اور اس احتیاط سے یہ کام انجام دیا کہ نہ کسی اسلامی عقیدے پر آنج آئی،

نہ ہارگاہ رسالت کے آداب میں کوئی فرق ہوا، نہ محاورے کی پیشائی پر کوئی تسلیک پڑی، نہ اصحاب ہادیل کی روشن پر ارشاد و ربانی کے معنود کا دامن ہاتھ سے چھوٹا، نہ اصولی اور لغوی حقائق سے روگردانی کی اور نہ ہی اولیائے کاملین اور اسلاف حقد میں کے راستے سے ہے۔ بے شک "ایں سعادت بیزور بازو نیست..... تانہ بخشد خداۓ بخودہ" (المیزان، امام احمد رضا نمبر ممبوی ۶۷۱ء، ص ۹۸)

(۱۰) پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی: "وہ ایک بخبر، ہوش مند اور با ادب مترجم تھے۔ ان کے ترجمے کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے آنکھیں بند کر کے ترجمہ نہیں کیا بلکہ وہ جب کسی آیت کا ترجمہ کرتے تھے تو پورا قرآن، مضمون قرآن میں برسوں کی فکری کاوشیں پہنچاں ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ اپنے بندے کو ایسی نظر عطا فرمادے جس کے سامنے ظلم و داش کی وسعتیں سست کر ایک نقطہ پر آ جائیں۔ فی البدیہ ترجمہ قرآن میں ایسی جمیعت کا پیدا ہو جانا عجائبِ عالم میں سے ایک عجوبہ ہے۔" (چشم و چہار غ خاندان برکاتیہ، سالانہ معارف رضا، کراچی ۲۰۰۳ء ص ۸۷)

(۱۱) مولانا نسیم اختر مصباحی..... دارالعلوم دہلی: "کنز الایمان عظمت توحید کا محافظ ہے اور احترام انبیاء وصالحین کا داعی بھی۔ کنز الایمان نے الفاظ قرآن کے پیکر کو سامنے رکھتے ہوئے روح قرآن کو بڑی حد تک اپنے اندر جذب کر لیا ہے۔ کنز الایمان میں صحت مفہوم و معنی بھی ہے اور حسن ترجمہ بھی۔ کمال و جمیعت اس کا طرہ امتیاز اور اختصار و سلاست اس کا خوبصورت زیور۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ کنز الایمان اردو زبان کے اندر صحیح معنوں میں موضع قرآن بھی ہے اور ترجمان قرآن بھی، تفہیم قرآن بھی، تفہیم قرآن بھی ہے، بیان قرآن بھی، نیاء قرآن بھی ہے اور انوار قرآن بھی، روح قرآن بھی ہے اور فیضان قرآن بھی، معارف قرآن بھی ہے اور محاسن قرآن بھی، قلم قرآن بھی ہے اور جمال قرآن بھی۔

اور اس کا بے مثال و باکمال مترجم ان عالمانہ صفات، مفسرانہ خصائص اور مومنانہ اوصاف و کمالات کا جامع ہے۔ (معارف کنز الایمان، مطبوعہ رضوی کتاب گردہ، ص ۵۷)

(۱۲) مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی: "امام احمد رضا نے صدر الشریعہ مولانا امجد علی عظیمی کی درخواست اور مسلسل اصرار پر ۱۹۳۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء کو قرآن کریم کا اردو زبان میں فی البدیہ کرایا۔ مگر دوسرے مترجمین کی طرح لغت دیکھ کر لفظ کے نیچے لفظ نہیں رکھا۔ جس سے تقدیس

باری پر حرف آئے یا شان رسالت کا خون ہو بلکہ کلام الٰہی کے تمام حکمہ مخصوصیات کا لحاظ رکھتے ہوئے نہایت ہی پاکیزہ اور مقدس لفظوں میں صاف، سلیس اور شستہ ترجمہ کیا ہے۔” (امام احمد رضا حقائق کے اجائے میں، مطبوعہ الجم جمع المصباحی مبارک پور، ص ۱۱)

(۱۳) مولانا محمد عبدالحسین نعمنی..... دارالعلوم قادریہ چہرہ کوٹ مسیو پی: ”قرآن

پاک کے ترجمہ تو بہت سے مفترعam پر آئے اور آرہے ہیں مگر آپ نے عشق و ایمان میں ذوب کر جو ترجمہ قرآن کنز الایمان اپنے خلیفہ و تلمیذ صدر الشریعہ علامہ محمد احمد علی عطیٰ طیب الرحمنہ کے ہاتھوں قلم بند کرایا ہے، وہ علم و معارف اور عشق و محبت کا صحیحہ ہے۔ اس کی سلطنت آپ کے علمی مقام و مرتبے کی کچھی تصویر ہے۔ اس ترجمے کو دیکھنے کے بعد مگر ترجمہ پچیکے نظر آتے ہیں۔ آپ کا یہ ترجمہ ایک طرف اردو زبان و ادب کا شاہکار ہے تو دوسری طرف قرآن حکیم کی صحیح ترجمانی کا منہ بولا ہوتا ہے جیسی اور اعجاز بیانی بھی یہ ترجمہ قرآن اپنی مثال آپ ہے۔ یہ بات بھی توجہ کے لائق ہے کہ آج پوری دنیا میں کوئی ترجمہ قرآن کثرت اشاعت میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دنیا کی کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ طویل تفسیری مباحث کو چند لفظوں میں سینٹ کریاں کرنا بڑے کمال کی ہات ہے اور یہ کمال اہل علم کو کنز الایمان میں جگہ جگہ بھرا لے گا۔” (امام احمد رضا اور ان کی تعلیمات، نوری مشن مالے گاؤں، ص ۳)

(۱۴) مفتی ڈاکٹر محمد حبیب کرم احمد..... شاعر امام مسجد حنفی پوری، دہلی: ”یہ ایک سلسلہ حقیقت ہے کہ فاضل بریلوی طی اور ادبی صلاحیتوں میں معاصرین اور متاخرین میں بہت اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ ان کے پائی کا عالم نہ ان کے دور میں تھا نہ آج ہے۔ قرآن کریم کا احاطہ اور جامع ترجمہ وہی عالم کر سکتا ہے جس کو عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں مہارت ہو جو محاورات اور ادبی فصاحت و بلاغت سے خوب واقف ہو جو سیرت پاک مصلحتِ مسلمان اسلام سے باخبر ہو۔ جس کو علوم قرآنیہ کے ساتھ ساتھ حدیث پر بھی مکمل درستس ہو۔ جو آیت کریمہ کے شان نزول اور اس وقت کے کوئی و حالات سے باخبر ہو۔ جس کے پاس عشق مصطفیٰ ﷺ کا خزانہ ہو جو مکمل خشوع و خضوع کے ساتھ میں الخوف والرجا لکھنے کا عادی ہو۔ جب ہم فاضل بریلوی کی حیات اور علمی مقام و مرتبہ کا جائزہ لیتے ہیں تو صرف وہ ہی مجھ اکمالات کے پیکر میں سامنے آتے ہیں۔ سبھی وجہ ہے کہ ”کنز الایمان“ دنیا بھر میں مقبول ہے۔ نہ صرف عوام و خواص بلکہ ہر طبقہ فکر کے علماء اس سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔” (سہ ماہی افکار رضا مسیحی، جولائی ۲۰۱۶ء)

(۲۰۰۰ ص ۱۱)

(۱۳) ڈاکٹر عبدالحیم عزیزی: ”کنز الایمان خزانہ ایمان بھی ہے اور خزانہ علم و عرفان بھی۔ بدناہب کے تراجم قرآن نے تقدیس الوہیت، عصمت رسالت اور صداقت اسلام پر ضرب کاری لگا کر مسلمانوں کو گمراہی کے دلدل میں دھکلنے اور اعداءِ اسلام کو بدناام کرنے کا جو سامان فراہم کیا، امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن نے ان کے تاریخ پر بکھیر دیے۔ مسلمانوں کے عقیدہ و ایمان کے شہرستان میں اجلا بربپا کر دیا اور زمانہ پر اسلام کی حقانیت واضح کر دی۔ چیغیر اسلام علیہ السلام کی عظمت و رفتہ کا سکھ بٹھا دیا اور شہر شہر سے لے کر گمراہ اور قلب و جگہ اور فکر و نظر میں محبت الہی اور عشق و احترام رسالت پناہی کی شعیں فروزان کر دیں۔

کنز الایمان کا لفظ لفظ معتبر اور مثابہ قرآن کے مطابق ہے اور اس ترجمہ سے امام احمد رضا کی قرآن فہمی، علمی و ادبی شان، تجدیدی آن بان اور عشق مصطفوی کے تب و تاب اور توائی کی شعائیں محلی نظر آتی ہیں۔ ترجمہ قرآن کا یہ تقدیسی کارنامہ بھی امت مسلمہ پر بلکہ عالم انسانیت پر بھی امام احمد رضا کا ایک عظیم احسان ہے۔“ (کنز الایمان اور تحقیقی امور، غلام مصطفیٰ رضوی، ص ۲)

(۱۵) مولانا سعید بن یوسف زکی..... امیر جمیعت الحدیث، پاکستان: ”یہ (کنز الایمان) ایسا ترجمہ قرآن مجید ہے جس میں ہمیں بار اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کے لیے بیان کی جانے والی آئتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ اس کی جلالت، ملوحت، تقدس و عظمت و کبریائی کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جب کہ دیگر تراجم خواہ وہ اہل حدیث سیست کسی بھی مکتبہ فکر کے علماء کے ہوں، ان میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ اس طرح وہ آئیں جن کا تعلق محبوب خدا، شفیع روزِ جزا، سید الاولین والا آخرین، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہے یا جن میں آپ کو خطاب کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہاں پر بھی اوروں کی طرح نقلی و لغوی ترجمے سے کام نہیں لیا۔ بلکہ صاحب ما نطق عن المحوی اور ورفاتنا لک ذکر ک کے مقام عالی شان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ مادہ نامہ الحنات (جماعتِ اسلامی ہند کا ترجمان) رام پور، اندیا۔

(۱۶) ”فقہ میں جدالمسار اور فتاویٰ رضویہ کے علاوہ ایک اور علمی کارنامہ ترجمہ قرآن مجید ہے جو ۱۹۱۱ھ/۱۹۰۰ء میں ”کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن“ کے نام سے منظر عام پر آیا اور

جس کے حواشی "خزان العرقان فی تفسیر القرآن" کے نام سے مولوی حیم الدین مراد آبادی نے تحریر فرمائے۔ یہ ترجمہ اس حیثیت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ جن چھ آیات قرآنی کے ترتیب میں ذرا سی بے احتیاطی سے حق جل مجدہ اور آنحضرت ﷺ کی شانِ اقدس میں بے ادبی کا مقابلہ نظر آتا ہے، احمد رضا خاں نے ان کے بارے میں خاص احتیاط برقراری ہے۔" (شخصیات نمبر، ماہ نامہ الحسنات، رام پور ۱۹۹۱ء، ص ۱۵۲-۱۵۵)



جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

صاجز اودہ سید خورشید گیلانی مرحوم

”چنستان دہر میں بارہاروں پر در بھاریں آچکی ہیں، چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس شان سے سجائی کہ تھا ہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں، لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں ہر کہن سال دہرنے کروڑوں برس صرف کیے۔ سیار گان ٹلک اسی دن کے انتظار میں ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جان نواز کے لیے مل و نہار کی کروٹیں بدال رہا تھا۔ کار کنان قضا و قدر کی بزم آریاں، عاصر کی جدت طرازیاں، مدد خورشید کی فروع انگلیزیاں، ابر و باد کی تزویتیاں، عالم قدس کے افاس پاک، توحید ابراہیم، جمال یوسف، بھروسہ طرازی مسویٰ، جان نوازی عیسیٰ اس لیے تھی کہ یہ متاع ہائے گرائیں بارتا جدار عرب محمد ﷺ کے دربار مگر بار میں کام آئیں گی۔

آج کی صبح وہ صبح جان نواز، وہ ساعت ہایوں، وہ دور فرخ قال ہے کہ آج توحید کا فلکہ بند ہوا، بحمدوں میں خاک اٹنے لگی۔ نفرت و کدوڑت کے اور اق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جائز نے لگئے محبت اور اخوت کے پھول مہک اٹھئے، چنستان سعادت میں بھار آگئی۔ شبستان حیات جملگا اٹھی۔ اخلاق انسانی کا آئینہ پر تو قدس سے چمک اٹھا۔ ابراہیم کی دعا قول ہوئی۔ نقش عیسیٰ کی تعمیر وجود میں آئی۔ کبھی نہ غروب ہونے والا آفتاب افق سے نکلا۔ جمعیت خاطر اور الہیتان ٹک کے لیے ٹھوں حمیدے اور جامع نظام و دستور کی کمپ پوری ہو گئی۔“

آپ کی تعریف کا ہر لٹا کڑو تینیم سے دھلا ہوا اور ہر حرف محبت کی نکال میں ڈھلا ہوا ہے۔ اس پارگاہ عرش پائیگاہ میں غزالی اپنی تھمن، رازی اپنا تجھ دتا، قارابی اپنی حیرت، بو علی سینا اپنی حکمت، رومی اپنا سوز و ساز اور قدی اپنا اندوز خانہ کر بیٹھے آج جشید و فریدوں ہوتے تو اپنا جام جہاں نما بلا ٹکف سطح میں پر قریان کر دیتے ہو ردا را و سکھدا اپنے ہائج سر اور تخت سکندری پر مدینے کی چاکری کو ترجیح دیتے۔ حاجدار ”اکستر فری“ کی سرکار میں جنید و بازیزید کبھی

اوچی سائنس نہ لے سکے دوبارہ عالم بنا جہاں ظاہر سدرا نہیں مرغی سلیمان عرب بن کرمودہ بلقیس شفاعت لائے۔ اس ذات کی محفل قدس کا کیا کہنا جس کا دودھ اغہمیہ غازہ روئے قمر مٹھرا۔ اس چمنستان حسن کی کیا بات ہے جس کا ہرگل دریحاں لوٹ خزان سے پاک رہا۔ اس دریائے رحمت کا کیا بیان کر کوڑو تینیم جس کی دو بوندیں قرار پائیں، اور اس چشمہ بقا کی حد کمال کہاں کہ جس کے تکوں کا دھون آب حیات بن گیا۔

چیزیں یہ ہے کہ دنیا کا بڑے سے بڑا مضمون نگار خواہ سورج سے مضمون باندھے اور ہر رنگ میں سوڑھنگ اپناۓ پھر بھی وہ یہ نہیں سمجھ پائے گا۔

جتاب رسالت ماب سلیمان نے جس محسوس عقیدے ہے اور جامع نظام کی بنیاد رکھی وہ تاریخ انسانی کا عظیم ترین اور ہمہ گیر انقلاب ہے۔ اگرچہ یہ رخ انقلاب کی آئے اور اپنی مدت پوری کر کے چلتے ہیں۔ بہت کم ایسا ہوا ہوگا بلکہ معلوم تاریخ میں قطعاً ایسا نہیں ہوا کہ تینیں برس کے قابل عرصے میں دس ہیں افراد نہیں پوری سوسائٹی اپنے مزاج اور کروار میں ایسی تحریکی پیدا کر لیتی ہے کہ جزوہ نمائے عرب سے باہر کی دنیا ایک نئے انسان سے متعارف ہوتی ہے۔ اس انقلاب سے پہلے عرب کا بد و راہزن تھا۔ اب راہبر کے منصب پر فائز ہو گیا۔ اس سے پہلے وہ قتل و غارت کا خوگر تھا اور غنور حمت کا دیہر بن گیا۔ اس سے پہلے وہ خوف پر صرف تھا اب خدا پرست ہو گیا۔ اس سے پہلے وہ جاہلیت کا یکر تھا اور معرفت کے درس دینے لگا۔ اس سے پہلے وہ آتش بجال تھا اور گل بداماں و کھائی دیتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ اتنے عظیم الشان انقلاب کے پیچے کوئی فوج اور سپاہ نظر نہیں آتی فقط اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی نگاہ کا در فرمادی۔

انقلاب فرانس کو دنیا میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے آج کی سائنسی ترقی کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ انقلاب فرانس کا فیض ہے۔

روشن خیالی کا چشمہ انقلاب فرانس سے پہونا گراں بعد انقلاب میں ماہن العصر کے ساتھیوں پر کیا بنتی؟ اس پر تاریخ کے اور اق کوہ ہیں۔ عیسائیت کے تقدیں اور تحفظ کے نام پر پورا پورا ”پھانسی گمراہ“ بن گیا۔ ٹکلیج اور بیرونی داستانیں آج بھی یاد رہیں ہیں زبانِ دو عالم ہیں۔

روس کا بالشوکی انقلاب بھی بلاشبہ بزرگ بل الائق تھے جس نے دنیا کے کیا نہ لاد مزدوروں نے اس کی کیا قیمت چکائی قیبی بھی کہا ذکری جیسی بات نہیں۔ ایک سلک پھیانا ہے

ہزار ہزار لوگوں کا تھلاکہ تو ہے ہزار کسان اس انقلاب کے تصور کا ایندھن بنے اور شاہزادے اپنے دور حکومت میں تھیں ہزار سرکاری طازیں مروائے اور سائبیریا کے تھے جنہم کے چھپے کھلت روں تک عام رہے کچھ پردے اب اٹھ رہے ہیں اور معلوم ہو رہا ہے کہ اس انقلاب نے گدم کے ایک ایک دانے کے عوض انسانی جان کی قیمت وصول کی ہے اور تن ڈھانپنے کے بد لے میں لباس حصت تار تار کیا ہے۔

جرمن قوم آج بھی نسل تقاضے کے نئے میں دھت ہے اسی نسلی گھنڈ نے ہٹلر کو جرمنوں کی آنکھ کا تارا بنا یا اور اس نے عتمت رفتہ کی بھالی کا فرہ لگایا اور یہی نفرہ جنگ عظیم دوم کا پہلا شعلہ اور یہ شعلہ آگ کا دہ الا دہ ثابت ہوا جس میں ستر لاکھ انسان جل کر کوٹلہ ہو گئے اور اتنی ہی تعداد زخم چانے والوں اور مخدودوں کی سامنے آئی۔

ہٹلر کی آپ بنتی "میں کیف" یعنی میری جدوجہد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے ایک ایک لفڑ کے لیے 1250 ہر صنیع کے لیے 4700 اور ہر باب کے لیے بارہ لاکھ جانیں ضائع ہوئیں اور اس سب کا حاصل خود کشی، رسواں، اور پسپاں، جن کا کیونٹ انقلاب بھی بہت بڑا انقلاب ہے مگر لامگی مارچ سے لے کر تین من سکواڑک پھیلے ہوئے لاشوں کے ڈھیر اس انقلاب کی "اقدادیت" کا منہ بولتا ٹھوٹ ہے۔

ان سب کے مقابلے میں ایک انقلاب محمدی ہے جو اپنے جلو میں بشریت کا ہوئیں انسانیت کی آہنگ لے کر آیا اس کے برپا ہونے سے موت کا اندر ہیر انہیں چھایا بلکہ زندگی کا سورا بلوع ہوا۔ اس نے کشتیوں کے پیٹے نہیں لگائے بلکہ حسن و محبت کے بوٹے اگائے۔ وہ کسی جنگ عظیم کا پیش خیر نہیں ہا بلکہ کارروائیں کا ہر اول وقت ثابت ہوا۔ یہ قابلہ انقلاب دار ارم سے لکل کر تھے کہ پر اپنے غریب مکمل کرتا ہے مگر ہر عرصے میں اتنا خون بھی نہیں بہا جتنا کہ روزانہ کسی ہبے پر ہتھیں میں محبت پانے کی خوف سے آپ نہیں کے دوران بہہ جاتا ہے۔ اس انقلاب کی ایک اور خوبی بھی ہے کہ وہ حالات ہا ہر انقلاب کے لیے سازگار اور اس کے متعاضی نہیں تھے۔ یون انگلستان کے چار ہزار سال سے تعمیر کیا گیا تھا جب کادہ قصر مشید دھڑام سے گرنے والا ہے اور اتنی سو سالی اس میں وہ کر، آنے والی کئی صدیوں تک جنتی کر رہی رہے گی۔

اس دوسریں جو تیرہ المزدیں سیاسی، معاشری، معاشری اور تہذیبی اعتبار سے ناقابل رنگ کیفیت سے گزر رہا تھا۔ عرب اعتقادی طور پر بالکل بخیلی سطح پر بخیلی کچے تھے۔ اس

کے آگے شرف انسانی کی توہین کی کوئی منزل نہیں تھی۔ ملائکہ پرستی، جنات پرستی، ستارہ پرستی نہیں کہتی ”پرستیاں“ انہیں جو نک کی طرح چمٹی ہوئی تھیں۔ ہر قبیلے کا الک بت اور ہر ایک کا جدا گانہ طرز پرستش عرب بلاشبہ شجیع تھے مگر شجاعتوں پر سندھی کامگان گزرتا تھا۔ عرب قادر الكلام تھے مگر زیادہ تر بھویہ اشعار میں اپنا زور صرف کرتے تھے۔ وہ جماکش تھے مگر ساتھ ساتھ برادر کش تھی۔ وہ مہمان نواز تھے مگر ان کا دستر خوان زیادہ تر چوری اور راہبری کے اسباب سے جا ہوتا تھا۔ ان کی سیاست میں انفرادیت کا رجحان تھا۔ کوئی مرکزی نظم نہ تھا کوئی باقاعدہ نظام عمل و انصاف نہ تھا۔ سارا معاشرہ قبائلی فضائیں سائنس لے رہا تھا جس کے نتیجے میں ایک طور کی طوائف الملوکی تھی۔ اعتقادی پستی کے اس ماحول میں حضور ﷺ نے حدیدہ تو حیدر پرمی انقلابی نظام قائم کر کے حدود انسانی کا سمجھ بیان و نصب فرمایا۔

انفرادیت پسندی اور خود پرستی کی اس فضائیں بیجانی صورت اور خدا پرستی کا نہ رہنے پڑیں کیا تھی کہ مذہبی آداب و شعائر کیں ایجاد کیں کارکنگ عالیٰ کردو یا امریں آنے والے اوقات میں بینن الاقوای اپارہوں کی تھیں کی مدد کی رہے ہوئے کر دیں۔ گے رزے سماں پرے میں حیات افراد رجھاتا کو فروغ دے کر سماں میں اکرے اخوات، ایکر، عمل، الماعت اور رحماتیتے کی اور دوڑا دی۔

قبائلی صیانت کا سخن مدد کرنے سے اسلامی صیانت میں بدل ڈالا۔ اسی مذہبی اخراج کی بحکم کو ختم کر کے کثیر پہل، تمہرہ فدا وہ حیان کے حوف لوگوں کو مدد چاہیے کر دیا اس طرح فخرت کا ہدف انسان کے بجائے اس میں پہنچنے مطلیٰ رہا۔ کوئی ہادیتا کا اس برائی کے خلاف چھاؤ کر کے انسان کو اس کے حکم نہایت سے آگہ کیا جائے۔ آج دنیا میں ایں وہ کے چاروں سے آگہ ہے۔ جنہوں کو تھوڑی بھی مدد ہے۔ لا اعلیٰ راست کے کبھی بھی دنیا بھر میں کام کر رہے ہیں۔ نتیجے مذہب آزاد رہنگی حذف ہو رہے ہیں۔ نتیجے مذہبی کھڑک کی ہائی بھی ہوتی ہیں اور لوگ بیٹھنے سے احریت حکوم کی طرف ڈھوند رہے ہیں۔ میں یہ سب کے خوب و خیال ہوتا ہو دہم دکانیں تھیں اگر قبیلہ و جمیع کے عالم پر صداقت مذہبیں فرمانہ ہوتی جس نے مدد قدم کو پاش پاش کرنے سے پہلا اہل صریحہ کوئے خلیف افراد کر کے آگے بڑھنے کے قابل ہوئے۔

آیکا ایک ایسے کو جس طرح پرستی میں پہلے مرط ایجاد ہے اگر تو پڑا عجب جا کرستی

دیریاب نصیب ہوا۔ اسی طرح آج بھی قافلہ ہائے رنگ و بو کو اپنی حلاش کا سفر جاری رکھتا ہے گا۔ حرف ولقطہ کے اسیر جلوتیان مدرسہ اور تھی سبو خلوتیان میکدہ اور اتنی جلد قیضان انقلاب محمدی کے تمام پہلوؤں کا ادراک حاصل نہیں ہو سکے گا۔

زمانہ ابھی کئی کروٹھ لے گا۔ صد یوں کا سفر ابھی باقی ہے۔ خنچے سے کلی اور کلی سے پھول بننے میں ابھی کئی مراحل پڑے ہیں اور شعور انسانی کو حرید مصھی اور بھلی ہونا ہو گا۔ تب اس کی سمجھ میں آئے گا کہ:

لوح بھی تو، علم بھی تو، تیرا وجہو الکاب
مکبد آگینہ رنگ ، تیرے بھٹ میں حلب
عالم آپ دعاک میں تیرے غیر سے فروع
ذرہ ریگ کو دیا، تو نے طمع آفتاب

فرق پر ذمہ میں مجھیں وہ مومن صالح ۱۰

فرق سے ماتم اثنا دو طیب و طاہر حسین

أَسْنَادُ الْعُلَمَاءِ زَيْنُ الدِّينِ الْقَرَاوِيُّ الْمَدْرِسِيُّ

علامہ مولانا حافظ قاری الطاف اللہ سیال رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبد الرشید فتح آبادی، حافظ آباد

محترمے استاد حکیم، استاذ الاسلام تھے، طالب علم بے بدل، ناٹھ مصر، حضرت طالب شیخ الحدیث قاری محمد الطاف اللہ سیال رحمۃ اللہ علیہ جنہیں نے حافظ آباد کے دارالعلوم "جامعہ سیدیہ رضویہ" (الوارحدیت) میں اپنے محترم مولانا محمد شریف رضوی مدظلہ العالی کی سرپرستی میں علوم دنیون کے دریا بھاڑیئے۔ یہ گل سربد طبلی آباد (بلو) نزد کو لو ٹارڈ ضلع حافظ آباد میں ۱۹۶۲ء میں عالموں کے خاندان کے ایک عالم مولانا محمد صدیق کے ہاں کلا۔ آپ کی ولادت ایسے خانوادے میں ہوئی تھی جس کی دین کے ساتھ وابحکلی بہت ہی کبری تھی "جامعہ محدث اعظم" گوجرانوالہ کے ہانی مولانا محمد نواز نقشبندی المرادی "یکمکسی دائل" شیخ الحدیث اور جامعہ سیدیہ رضویہ الوارحدیت (گوجرانوالہ روڈ) حافظ آباد کے ہانی شیخ الحدیث مولانا محمد شریف رضوی دامت برکاتہم العالیہ آپ کے محترم ہیں۔

بس لعلہ قلیم آپ "جامعہ نقشبندیہ لا سکہ" میں داخل ہو گئے جہاں استاذ العلماء علامہ محمد شریف جامعی نقشبندی طیب الرحمن، مولانا محمد حسین الدین نقشبندی مدظلہ العالی اور مولانا محمد رفت، صاحب سے آٹھو سال تک درسِ نکای کی تھیں دو سال تک اسی جامعہ کے استاد مقرر ہوئے۔ اسی دوران حافظ آباد میں "جامعہ سیدیہ رضویہ الوار...حدیث" قائم ہوا تو اپنے محترم شیخ الحدیث علامہ محمد شریف رضوی مدظلہ العالی کے پہر اصرار پر آپ حافظ آباد تکریف لائے اور ۱۹۸۸ء میں جامعہ میں درسِ نکای کی کلاسز کا اجراء فرمایا اور صدر مدرس کی حیثیت سے دینی خدمات انجام دینے لگے ساتھ ہی مرکزی جامع مسجد

صوبیدار والی میں خطیب کی ذمہ داری بھی سنjalی۔

استاذ العلماء حافظ قاری محمد الطاف اللہ سیال رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ علم و فضل اور معرفت الہی کا خزینہ اور عشق رسول ﷺ کا مدینہ تھا انہوں نے علوم دینیہ کو دل کی گہرائیوں میں جذب کیا اور حیات مستعار کے لمحے کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا آپ کی خدمات جلیس اور مسائی جمیلہ ناقابل فراموش ہیں۔ وہ اپنے اسلوب بیان میں منفرد اور یگانہ تھے۔ آپ کی زندگی عشق رسول ﷺ کی من بوئی تصور تھی۔ وہ پوری زندگی اس محبت کے کیف و سرور میں رہے اور دوسروں کو بھی اسی کا درس دیتے رہے۔ قال رسول اللہ ﷺ کا درد کیے جانا، اسی محبت کا تقاضا تھا، آپ کا سینہ بے کینہ اس نام محمد ﷺ کے نور سے روشن تھا تو روئے درخشاں انوار احادیث سے ہوتے۔ جب وہی حدیث دیتے تو کویا انوار برس رہے ہوتے۔ آپ کا چہرہ گابہ کی طرح کھلا ہوتا۔ حدیث پاک کے فیض سے گل گلزار تھا۔ علم و عرفان کا دریا موجزن ہوتا تبسم ریز ہوتوں سے قال قال رسول اللہ ﷺ کے پھول جھڑتے جو عشق مصطفیٰ ﷺ کی خوبیوں سے معطر ہوتے۔ دوسرہ حدیث شریف کی کلاس ہو رہی ہوتی تو یہ نظارہ دیکھنے کے لائق ہوتا "جامعہ انوار الحدیث" میں فیضان حدیث ہے وہیت خاری رہتا۔

آپ اعتمادی طور پر خالص اہل سنت تھے اور امام احمد رضا خان برلنی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات پر بڑی سختی سے پابند تھے۔ اپنے حلقہ احباب میں افکار رضا کو پھیلاتے اور عشق رسول ﷺ کی خوبیوں سے سیوف کو معطر کرتے۔ شہر حافظ آباد کی طرف سے ہر دور میں اللہ عز وجل کی طرف سے کوئی نہ کوئی مرد مجاہد باطل تقویں کا مقابلہ کرتے کے لیے پیدا نہ عمل میں اترتا رہا۔ گذشتہ دو دہائیوں میں حافظ آباد کے لیے قاری صاحب کا وجود تونگان علم و عرفان کے لیے ایک جام لبالب کی حیثیت رکھتا ہے آپ نے اہلیان حافظ آباد کو علم شناس پناہ دیا اپنے علم و عمل کی مرکتوں سے اہل شہر کو عالمیوں اور جاہلوں میں تمیز کرنے کا شہور بخش سینکڑوں شاگردوں کو علم و حکمت کے بیوی تلاش نے کے قابل ہایا۔ طلباء کی تربیت کا کوئی لمحہ فرود گذاشت نہ فرماتے کیونکہ آپ کے نزدیک اسی تربیت پر طلباء کے مستقبل کا انحصار تھا اُن کے شاگرد ہام مقرر دین کی طرح نہیں ہوتے تھے کیونکہ آپ علم فروش و اعلیٰ نہیں بلکہ علم ذوالسلطنت تھے جو اپنی شب و روزگفت سے جامد سعید یہ رضویہ انوار الحدیث میں علماء کی فعل کا مشت کر رہے تھے اور تین مصطفیٰ ﷺ کے چاہی تیار کرتے، مسلک اہل حضرت کے زکوٰۃ ہامیں مصطفیٰ ﷺ کے

حافظ آج آپ کے لگائے ہوئے پھول مہک کر گستانِ اللہ سے کو سطح کر دیں، قاریٰ
صاحب نے حافظہ آہاز کے سب سے بڑے عالم اور شیخ الحدیث کے مرتبے پر فائز ہونے کے
باوجود بخوبی اکابر کو اپنا شعار بٹائے رکھا فخر و مبارکات پر مشتمل کوئی جملہ اپنے نزدیک نہ آئے
وئی۔ عاجزی و اکابری کے سینکڑوں خوبصورت مظاہرے زندگی میں دیکھنے کو ملتے جو آپ کی
ماہتاب فضیلت کو چار چاند لگائے یہ حقیقت ہے کہ پھل دار درخت ہمیشہ جلتا ہے آپ کی اس ادا
نے جانے؟ کتنوں کو آپ کا گردیدہ بتا لیا تھا۔

قابلیت، علم و فضل اور تقویٰ میں یگانہ ہونے کے باوجود اپنے علم و فضل، تقویٰ کی
نمائش اور سنتی شہرت کے حملوں بھانوں سے قلیٰ دور ایک ہادیار زندگی گذارتے وہ شہرت کے
حاشیٰ تھے نہ مال و ذر کے طلبگار۔ نہ فی اپنے علم کا ذہن دروازہ پیٹئے۔ علم و حلم کے سلطان، عالم
دین قابل دوسرا اور صاحبِ مرقاں ہونے کے باوجود خود کو عالم نہ کھلوایا۔ آپ ایک ہند پایہ
درس ہونے کے ساتھ ساتھ اہلی درجے کے حافظ قرآن اور قاریٰ بھی تھے قرآن پاک کی
حلاوت مخصوص اہم اہم فرماتے۔ آپ کی حلاوت کی حلاوت سے دلوں کے میل ڈھل جائے
قرآن پاک اور صاحب قرآن علیہ السلام سے محبت کا اعجاز تھا کہ قرآن پڑھتے تو اپنے قاریٰ پر تمام
اسرار و موز ملکیت کر دیتے۔ آپ کی خوبصورت منفرد قرأت سن کر لوگ دیگر نہ جاتے۔

قاریٰ صاحبِ مرکزیٰ چامع سہر صوبیدار والی میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب
فرماتے تو آپ کے پڑا ہمیراللاد سامیجن کے دلوں میں اُتز کر لوئے کب پہ ٹھبٹھب جاتے۔ ان
کی تقریب سن کر یقین ہو چاتا کہ اہل سنت و اجماعت کے عقائدگی اور ثبوں دلائل پر مبنی ہیں۔
جو سعید الحسن کے طبق اہم ہونے کے ساتھ ساتھ سو اور اعلم کے ٹیکم رہنا تھے۔ جنہوں نے
ہمیشہ مسلم رضا کو ترجیح دی اور حرزوں جاں بٹائے رکھا اور زندگی بھر الحسن کے حقوق کا حصہ
کرتے رہے آپ کے درس اور تقریب میں گلزار افراد ہوتے۔ سامیجن کو ایک گلری اور مروحانی قدا
میر آتی۔ دورانِ خطاب جب ہوام سے چاہب ہوتے تو عنوان سے متعلق آہاتِ قرآن
احادیث مبارک اتوال مغربین، تفسیری تشرییعات اور تاریخی حقائق کو قرآن و سنت اور صدر حاضر
کے عاظمیں میں فرماتے۔

سہی امام الحسن کا تجربہ کامِ خوشحالی سے دورانِ تقریب ہوتے تھے بلکہ ٹادیت کلام
پاک اور حدیث مبارک کی قرأت کے بعد اہل حضرت کی کمی ہوئی پھری نعمتِ جسم جسم کر

پڑھتے جس کے اشعار آیات و حدیث کے متن اور عنوان سے متعلق ہوتے کیونکہ اعلیٰ حضرت کا
نعتیہ کلام آپ کے نزدیک قرآن و سنت کا ترجمان تھا آپ اکثر فرماتے۔

”میرے مسلک کی بنیاد قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ اور احادیث
مصنفے ﷺ ہیں۔ میں حکایات و روایات پر مسلک کی بنیاد نہیں رکھتا
ان کو تائید آیتا ہوں۔“

آپ دورانِ خطاب قرأت کے ساتھ اپنے منفرد انداز میں احادیث مبارکہ عربی میں
سناتے۔ پھر ان کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرماتے۔ آپ کے موڑ انداز مدرس و تقریر اور منفرد اور
پرسو ز قرأت کی دعوم چار سو بھی گئی۔ فیصل آباد، جنگ اور دیگر شہروں سے لوگ آپ کی مسجد میں
ہر جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے آتے۔

قاری محمد الطاف اللہ سیال صاحب 1988ء میں صوبیدار ولی مسجد میں بحیثیت خطیب
جلوہ گر ہوئے۔ تب سے ان کے جانے تک کا عرصہ جو بیس سالوں پر مشتمل ہے ایک قتل کے
ساتھ مجھے تقریباً ہر جمعہ کو ان کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل رہا ان بیس سالوں کے طویل
عرضے میں ان کے افکار و خیالات، جمال و کمال کے سینکڑوں جلوے دیکھنے کو ملے وہ علم دین کے
جام پلا کر تشنہ کو دریا کرتے رہے اس دورانِ قال قال رسول اللہ ﷺ کی صدائے دلوخواز بلند
کرتے کرتے احادیث مبارکہ سناتا کر جانے کتنے بندگانِ خدا کو عاشق رسول ﷺ ہوا والا۔ علم
وعرفان کے کتنے موتی لٹائے آپ حیثیاً دارِ شحراب و منبر تھے وارثِ علم تھے۔

۔ ایک جلوہ میں ہزاروں ولولوں کی کائنات!

قب و نظر کی کشادگی، وہن کی فراخی آپ کو علم و معرفت کی کشادوں تک لے جاتی
راتوں کو قرآن و حدیث کے درس اور تقریروں اور دنوں کو قال قال رسول اللہ کا ورد کرتے
ہوئے ”جامعہ سعیدیہ رضویہ الوار الحمدیہ“ میں دینِ حق کے غلبہ کے لیے کوشش رہے۔

آپ اپنے علم و عمل کا محاوہ قبول کرنے کے قابل نہ تھے بلکہ اپنے عمل کو اللہ کی رضا
کے لیے بے لوث رکھنے کے قابل تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک محدث پر خاص کرم تھا کہ آپ کو توکل
اور اطمینان قب کی دولت بکثرت عطا کر رکھی تھی۔ آپ کی نظر اللہ تعالیٰ عز و جل اور قاسم
نعت ﷺ کے امن خزانوں پر تھی۔ قال قال رسول اللہ ﷺ کا ورد آپ کی دولت تھی۔
حدیث مصنفے ﷺ آپ کی میراث تھی عین رسول ﷺ آپ کا سرمایہ تھا۔

دورہ حدیث شریف کی کلاس ہوتی یا درس نظامی کے دیگر درس خطبہ حمدہ البارک ہو یا عوامی جلسوں اور اجتماعات میں شرکت آداب مجلس کا خیال رکھتے۔ اپنے وقت کو عمدگی اور سلیقے کے ساتھ استعمال کرتے۔ اثر انگلیز خطیب، بے مثال استاد، بے نظیر انسان تھے 27 نومبر 2008ء کی شب تحصیل پروردش سیالکوٹ سے ”عظمت مصطفیٰ ﷺ کانفرنس“ سے شرکت سے واپسی پر فض جمعہ کوئی تین بجے حافظ آباد کے نزد کی قصبه نوکر کے پاس ایک اتفاقی ایکسڈنٹ میں زخمی کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنالیجانے کی کوششوں کے دوران خاتم حقیقی سے جا لے۔

حمد خاکی اذان نجمر سے قبل شہر میں لا یا گیا پھر آپ کے آبائی گاؤں لیجا یا گیا۔ اہالیان شہر کے پروار اصرار پر آپ کے اعزٰز اور اہالیان شہر کے درمیان طویل بحث اور کلمکش کے بعد آپ کے مرشد صاحب کی خواہش پر آپ کو اسی ”جامعہ سعیدیہ رضویہ انوار الحدیث“ کے احاطہ میں وفات کر دیا گیا۔ یہ آج تک حافظ آباد کی تاریخ کا سب سے بڑا جتازہ تھا آج تک حافظ آباد میں ایسا علی عروج نہ زندگی میں کسی کو ملانہ مرنے کے بعد جس طرح زندگی بھر آپ کو رب عزوجل نے ہمسست میں محبوب و مقبول رکھا وہی متبویل آپ کو عازم خلد ہو جانے کے بعد بھی تھی۔ جامعہ سعیدیہ رضویہ انوار الحدیث میں آپ کی تربت پاک پر ہر وقت آپ کے چاہنے والوں کا ہجوم رہتا ہے۔

چشم ظاہر میں سے گرچہ چھپ گیا یہ آفتاب
حر سکھ ہوتا رہے گا ذرہ ذرہ فیض یا ب
فیض پائے گا زمانہ اب ہزار پاک سے
لور پائیں مگے ستارے اس زمین کی خاک سے
آپ کا چلنے جانا ایک عظیم سانحہ ہے۔ جس پر ہر دل پر غم اور ہر آنکھ پر ہم ہے اُن کے
چلنے سے اس شہر سے گویا جہان علم ہی آٹھ گیا ہو وہ عالم بے بدلتھنی زمانہ یہاں کوئی
اُن کا ہم پلہ یا اُن کی جگہ لینے والا نہیں۔ اس قحط المز جاں کے دوران میں ایسی ہستی کہاں ملے گی
چنان رُخ زیبائے کربجی ڈھونڈیں تو ملنا مشکل ہے۔ قاری صاحب کے شاگردوں سے امید
ہے کہ آپ کے مشن کو جاری و ساری رکھ کر اپنے استاد محترم کی طرح خود کو خدمتِ دین کے لیے
وقوف کریں گے۔

اللہ عزوجل قاری صاحب کی تربت پاک کو اپنے انوار و تجلیات سے منور فرمائے آئیں!

اجمالي خاکہ برائے "جہانِ ملک العلماء"

زیر پرستی پیدا طریقت حضور سراج ملت الحاج سید سراج انکھر رضوی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند۔ ترتیب و تهدیب ماہر رضویات امیر القلم ڈاکٹر غلام جابر عسْت مصباحی پورنوی و ڈاکٹر عبدالشیم عزیزی بریلی شریف (اٹھیا)۔ زیر اہتمام: ادا کین انجمن برکات رضا جامع مسجد پھول گلی بیجی 3۔ فون: 9869197521-0091 سے شائع کر رہے ہیں۔

علمائے کرام سے التاس ہے کہ کسی ایک موضوع پر انہا مقالہ لکھ کر ارسال فرمائیں۔
 پیغامات..... تاثرات..... مشاہدات..... حیات و حالات..... احباب و معاصرین تدریسی خدمات تلامذہ دینی و علمی خدمات تصنیفی خدمات حیثیات عکس نوادرات نامور فرزند پروفیسر مختار الدین احمد۔

پیغامات: از کبار علماء، مشائخ، مشاہیر، دانشواراں وغیرہ
تاثرات: از کبار علماء، مشائخ، مشاہیر، دانشواراں وغیرہ

مشاہدات: از ہم عوروں، ہم سفروں، خواص، کبار تلامذہ وغیرہ کے مشاہداتی احوال و بیانات حیات و حالات از ملک العلماء کا جامع سوانحی خاکہ، ملک العلماء کی تعلیم و تربیت، ملک العلماء کے اساتذہ، ملک العلماء معاصرین کی نظر میں، ملک العلماء اپنے بیگانوں کی نظر میں، ملک العلماء انشوروں کی نظر میں۔

تدریسی خدمات: از ملک العلماء منظر اسلام بریلی میں (بجیشیت استاذ) ملک العلماء درسہ شمس الدہی پڑھنے میں (بجیشیت استاذ) ملک العلماء درسہ خانقاہ کبیریہ سہراں میں (بجیشیت استاذ) ملک العلماء جامعہ بحرالعلوم پورنیہ میں (بجیشیت استاذ) ملک العلماء ایک استاذ کامل ملک العلماء بجیشیت استاذ الاستاذ ملک العلماء بجیشیت پرنس ملک العلماء کا انداز تدریس ملک العلماء کا انداز درس حدیث ملک العلماء بجیشیت استاذ تفسیر ملک العلماء بجیشیت استاذ حدیث ملک العلماء بجیشیت استاذ فقہ و اوقاف ملک العلماء بجیشیت استاذ مسوم جدیدہ ملک العلماء کی مچین سالہ تدریسی زندگی کا ایک عمومی جائزہ درسیات

(نصابی کتب)..... حدیثیات، فقہیات، عقائد کلام مناظرہ، سوانح حیات، تعاقبات، تاریخ سیر مناقب، علوم جدیدہ (ہیئت، تقویت علمیہ، اعداد، ہندسه، ریاضی، جغرافیہ)

حدیثیات: از ملک العلماء اور علم حدیث (تحصیل و تدریس دونوں پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو)، ملک العلماء اور صحیح البہاری کی تصنیف ضرورت اور تقاضے، صحیح البہاری کی خصوصیات و امتیازات، کتب احادیث میں صحیح البہاری کا مقام، صحیح البہاری کا خطبہ، عربی زبان و ادب کا نمونہ، صحیح البہاری کا مقدمہ ایک علمی و فنی شاہکار، صحیح البہاری کا مقدمہ اصول حدیث کا ایک عظیم سرچشمہ، صحیح البہاری مسائل حفیہ کا مستند مأخذ، صحیح البہاری تقریظات و تبعزات کی روشنی میں، صحیح البہاری ارباب علم و دانش کی نظر میں، صحیح البہاری نصاب درس سے خارج کیوں؟ ضرورت، تقاضے اور امکانات، ملک العلماء اور علم اصول حدیث (الا فادات الرضویہ اور مقدمہ صحیح البہاری کی روشنی میں)، ملک العلماء کا ممتاز محدث عالیہ مقام و مرتبہ۔

فقہیات: اطیع علی مختصر القدوی تعارف و مطالعہ، ملک العلماء کے عہد تحصیل کے فتاویٰ ایک مطالعہ، ملک العلماء کے چند فتحی رسائل ایک محققی جائزہ، ملک العلماء کے مجموعہ فتاویٰ پر ایک نظر، ملک العلماء کے فتاویٰ کی خصوصیات، ملک العلماء اور قسیدہ عائشہ (فیصلہ قرآنیہ شرعیہ کی روشنی میں)، ملک العلماء اور مسئلہ لا وڈا ایکر، ملک العلماء اور علامہ قادر بخش کا ایک اہم فتویٰ، تسهیل الوصول الی علم الاصول تعارف و جائزہ، فقہ اور اصول فقہ پر ملک العلماء کی گرفت، ملک العلماء بحیثیت فقیہ اسلام۔

عقائد، کلام، مناظرہ از ملک العلماء کے عہد طالب علمی کے مناظرے اور ان کے متانج، ملک العلماء کی مناظراتی مصنفات ایک تفصیلی مطالعہ، ملک العلماء کا تحریری مناظرہ (ظفر الدین الجید اور ظفر الدین الطیب کی روشنی میں)، ملک العلماء کے مناظروں کی روادیں تفصیلی تعارف و مطالعہ، ملک العلماء کے مناظروں کی خصوصیات، فن مناظرہ میں ملک العلماء کا مقام و مرتبہ۔

سوانح حیات: از حیات اعلیٰ حضرت کی تالیف کی ضرورت اور مسائل و مشکلات، حیات اعلیٰ

حضرت تالیف سے طباعت تک (ایک جانگداز سفر)، پاب رضویات میں حیات اعلیٰ حضرت کا کردار، حیات اعلیٰ حضرت اور ماہرین و محققین رضویات، حیات اعلیٰ حضرت میں مشائخ مارہرہ کا ذکر خیر، حیات اعلیٰ حضرت میں اسلاف اہلسنت کا تذکرہ، حیات اعلیٰ حضرت میں کتب و رسائل کی گونج ایک جائزہ، حیات اعلیٰ حضرت اور بدمذہبوں کا رد، حیات اعلیٰ حضرت کے مرتبین و ناشرین عہد بعهد ایک جائزہ، سوانحی ادب میں حیات اعلیٰ حضرت کا درجہ، چودہویں صدی ہجری کے مجدد، تعارف و جائزہ، الجمل المعد و تایفات المجد، تصانیف رضا کے تحفظ و تعین میں ایک سنگ میل۔

تعاقبات از ملک العلماء اور روشنیعیت، ملک العلماء اور روشنیبیت، ملک العلماء اور روشنیو بنیت، ملک العلماء اور روشنیت، ملک العلماء اور صلح کلیت، ملک العلماء اور رو دععت۔

تاریخ، سیر، مناقب از ملک العلماء اور شرح شفا شریف، اعلام الاعلام باحوال العرب قبل الاسلام، تعارف و مطالعه، جواہر البیان فی ترجمۃ خیرات الحسان تعارف و مطالعه، الامانی فی تعلیمات السلاسل تعارف و مطالعه، النور و اضیافی سلاسل الاولیاء تعارف و مطالعه، خیر السلوک فی نسب الملوک تعارف و مطالعه، سرور القلب امجز ون فی الصبر عن نور المعیون تعارف و مطالعه

علوم جدیدہ بیت، توقیت، تکمیر، ریاضی، اعداد، اوقات از امام احمد رضا اور علوم جدیدہ، علوم جدیدہ میں امام احمد رضا کے ایک منفرد شاگرد (ملک العلماء)، علوم جدیدہ میں ملک العلماء کی مہارت و دسترس، ملک العلماء کی چند تصانیف تعارف و تجزیہ، مؤذن الاوقات ضرورت، فرمائش، تالیف، طباعت، عہد بعہد ایک جائزہ، مشرقی اور مست قبلہ ایک تحقیقی مطالعه، بدور الاسلام لمیقات کل الصلوۃ والصیام ایک تحقیقی مطالعه، الجواہر والیواقیت فی علم التوقیت ایک تحقیقی مطالعه، تو پنج التوقیت معروف به سلم الافقاں ایک تحقیقی مطالعه، علوم جدیدہ میں ملک العلماء کے تلامذہ و مستفیدین، علوم جدیدہ میں ملک العلماء کے خاص شاگرد علامہ عبدالرؤف بلیاوی، علوم جدیدہ میں ملک العلماء کے ایک معنوی شاگرد علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی۔

حیثیات از ملک العلما بحیثیت محدث، ملک العلما بحیثیت جامع حدیث، ملک العلما بحیثیت شارح حدیث، ملک العلما بحیثیت فقیہ الاسلام، ملک العلما بحیثیت مفسر قرآن، ملک العلما بحیثیت دیدہ و رمغتی، ملک العلما بحیثیت شیخ طریقت، ملک العلما بحیثیت ولی کامل، ملک العلما بحیثیت ایک پر سوز واعظ (بیان المراجع کی روشنی میں)، ملک العلما امام احمد رضا کے علمی جا شین، ملک العلما امام احمد رضا کے رازدار و مشیر خاص، ملک العلما ملک اعلیٰ حضرت کے پرجوش ترجمان، ملک العلما رضویات کے مؤسس اول، ملک العلما کی اولیات: ملک العلما کے انفرادی اوصاف عکس نوادرات از تحریرات رضا کا عکس، تحریرات ملک العلما کا عکس، نادر و نایاب تحریرات کا عکس، ملک العلما کی مطبوعہ کتابوں کے سرورق، ملک العلما کی غیر مطبوعہ کتابوں کے سرورق، ملک العلما کے نقشہ ہائے صوم و صلوٰۃ و حرم و افطار کا عکس، علوم جدیدہ کے بعض مباحث کا عکس علمی یادگار..... نامور صاحبزادہ گرامی پروفیسر ڈاکٹر عمار الدین احمد سابق صدر شعبۃ عربی مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ،

انا لله وانا اليه راجعون

امیر القلم، ترجمان رضویات، ادیب شمیر ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی مصنف
کلیات مکاتیب رضا (مبین ائمہ) کی

والله محتوظ

بروز اتوار مورخ ۲۲/۰۲/۲۰۰۹ کو وفات پا گئیں۔

قارئین جہان رضا، مرحومہ کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ پڑھیں۔ 0091-9889328511

متاز عالم دین علامہ عبدالحق ظفر چشتی کے جوان سال فرزند ارجمند

فیضان محمد چشتی

بروز پیر مورخ ۲۳/۰۲/۲۰۰۹ کو وفات پا گئے۔

قارئین جہان رضا، مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ پڑھیں۔

حکمی، ملنے کا پہا آستانہ قادریہ 217/A شادمان ٹاؤن، لیبر کراچی۔ پاکستانی سیاست میں جن علماء نے نظریہ پاکستان کے خلاف اور تحریک پاکستان کے خلاف کا گلگری کی راہنماؤں کے اشارے پر کام کیا تھا ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔ آج یہ حضرات اور ان کے اساغر پاکستان میں تحریک آزادی کے ہیروین بیٹھے ہیں اس کتاب میں ان کے چہروں سے نقاب اٹھایا گیا ہے۔ مولوی ابوالکلام آزاد، مولوی حسین احمد مدینی، مولوی عبید اللہ سندھی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے خانوادے کے تمام دیوبندی علماء کے سیاسی کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت 50 روپے

تاجدار ملک حنفی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، شوکت فکر و فن اور نعمت گوئی پر بے مثال کتاب ہے۔ جسے دنیاۓ رضویت کے ادیب شہیر پروفیسر محمد اکرم رضا نے مرتب کیا اور اہل محبت کو دعوت مطالعہ دی۔ صفحہ 272، قیمت مجلد 200 روپے، ملنے کا پہا: مکتبہ نبویہ شیخ بخش روڈ لاہور 0300-4235658۔ جہان رضا کے معاونین نصف قیمت پر حاصل کر سکتے ہیں۔

تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار مؤلفہ محمد صادق قصوری، ناشر تحریک پاکستان ورکرز ٹرست شاہراہ قائد اعظم لاہور۔ صفحات 730، قیمت 500 روپے۔ مولا نا محمد صادق قصوری عاشق صادق، مجاہد ملت مولانا عبدالtar خاں نیازی، ایک نامور مؤرخ اور نظریہ پاکستان کے ترجمان ہیں۔ آپ نے بڑی تحقیق اور مختصر سے 118 علماء و مشائخ کا مفصل تذکرہ مرتب کیا ہے۔ جنہوں نے پاکستان بنانے میں اہم کردار ادا کیا تھا اور قائد اعظم محمد علی جناح کے دست و بازو بنے۔ باñی پاکستان محمد علی جناح مرحوم کی قیادت میں جب آزادی کا علم بلند ہوا تو ان لوگوں نے پاک و ہند کے گوشے گوشے میں جا کر لوگوں کو بیدار کیا اور نہایت جدوجہد کے ساتھ پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔

ماہر رضویات مسعود ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری کی خوبصورت تالیفات (۱) "جوہر مسعودیہ" مرتبہ سید مقصود علی صاحب (۲) محدث بریلوی، قیمت ۵۰ روپے۔ (۳) درود تاج ۲۰ روپے (۴) خوب ناخوب، قیمت ۹۰ روپے (۵) رہبر و راہنما، قیمت ۲۰ روپے (۶) اجالا قیمت ۲۰ روپے۔ افتتاحیہ قیمت ۵۰ روپے ہو گی۔ یہ ساری کتابیں ادارہ مسعودیہ ۲/۶-۵ میں ناظم آباد کراچی سے مل سکتی ہیں۔

خطبات ہاشمیہ (عربی) مؤلفہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی قیمت ۳۰ روپے

امام احمد رضا کی شاعری

میں تصوف کی صوفشا نیاں

محمد افضل الدین جنیدی☆

ابتدائے آفرینش سے اللہ رب العزت کی عادت کریمہ رہی ہے
کہ جب باطل پوری قوت کے ساتھ اُبھرتا ہے تو اس کی تردید کے لیے
اپنے محبوب بندوں کو پیدا فرماتا ہے۔ انہیاے کرام و رسولوں کے بعد
دین اسلام کی احیاء و ترقی و ترویج کے لیے صوفیہ کرام نے جس خلوص
و لکن سے اپنا کام انجام دیا اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی ہے۔

تیرھویں صدی میں بھی اسلام کے مخالفین نے دین اسلام میں
رخنه اندازی کرنے کی کوشش کی اور اسلام کی روح تصوف کے مقابلہ
میں توهہ کی بنیاد ڈالی۔ حالمین توهہ نے معمولات تصوف پر شرک
و بدعت کے فتاوے صادر کیے۔ اس دورہ فتن کی ضرورت کے پیش
نظر اللہ رب العزت نے پرتو ولایت، عاشق رسول، فانی الرسول،
داعی عشق رسول، مرجع اہل طریقت و تصوف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
 قادری برلنی کو ۱۰ ارشوال المکرتم ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ وقت ظہر مطابق
۳ ارجنون ۱۸۵۶ء برلنی کی سر زمین پر پیدا فرمایا۔

امام احمد رضا بچپن ہی سے بڑے ذہین و فطیں تھے۔ آپ نے
کئی میں ہی ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن کامل کر لیا۔ بعد فراغت علوم
ظاہری ۲۱ سال کی عمر میں اپنے والدی علی خان کے ساتھ شاہ آل
رسول مارہروی سے بیعت ہوئے اور تمام سلاسل کی اجازت و خلافت
اور سند حدیث حاصل کی۔

امام غزالی احیاء علوم الدین میں بخاری و مسلم کی تحقیق علیہ حدیث

کاذک فرمایا:

من يرددالله بـ خيراً يفقه في الدين ويلهمه رشده.
 یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے
 تو اس کو دین کی سمجھے عطا کرتا ہے اور اس کو اپنی ہدایت کا الہام فرماتا
 ہے۔ امام احمد رضا قادری برلوی کو اللہ رب العزت نے دین اسلام
 کی احیاء کے لیے انتخاب فرمایا تھا تو اعلیٰ درجہ کی فہم و بصیرت عطا فرمائی
 پھر ان کی ذات مخلوق کی ہدایت کا سرچشمہ بن گئی۔ اور یہ بات ناقابل
 انکار ہے کہ دینی فہم و ادراک بغیر ملا؛ علیٰ کے تعلق اور بغیر توجہ مصطفیٰ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ دین کی فہم و ادراک کا نام ہی
 تصوف ہے۔ جب تک حقیقت تصوف کسی بندے پر آشکارانہ ہو تو اس
 پر حقائق اسلام کا بھی اکشاف ممکنات میں نہیں ہے۔ مولانا محمد احمد
 مصباحی اعلیٰ حضرت کے اخلاق ایمان و ایقان کی کیفیات کا ذکر کرتے
 ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

”ولی اور صوفی کامل کے لیے لازمی شرط ایقان و ایمان میں
 عامۃ الناس سے زیادہ کامل ہونا ہے۔ اس کو قرآن نے الذین
 امنوا و کانوا یتقووا۔ میں ذکر فرمایا ہے۔ یہ رسول و یقین کی محکم
 بنیادوں پر قائم ہے۔ خواہ وہ اصولی ہوں یا فردی۔ مگر جو عقیدہ حقو وہ
 رکھتے ہیں اس میں راخ و منحکم ہیں اور یہ استحکام صرف علم سے ہرگز
 نہیں پیدا ہوتا، اس کے لیے عرفان ضروری ہے۔“

امام احمد رضا قادری کے سینہ کو اللہ رب العزت نے علوم معارف
 اور حکمت و دانائی کا گنجینہ بنایا تھا۔ اس لیے مدح اعلیٰ حضرت سید محمد نعیم
 الدین کو قصیدہ میں کہنا پڑا۔

نائب شاہ دنی ہو جانشین اولیا
 رونق بزم طریقت واقف سر علی
 مست دل مجدوب حق بھی رہتے تم سے با ادب
 اہل باطن کی نگاہوں میں ہو ایسے با وزن

کوئی غلام اعلیٰ حضرت یوں کہتا ہے۔

غلاموں کو بنادو روشناس منزل عرفان

کہ اس منزل کے اچھے را ہب راحم رضا تم ہو

امام احمد رضا کی تصانیف کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ آپ نے

تقریباً پچاس یا پھر علوم و فنون میں اپنی تصانیف تحریر فرمائی ہیں۔ جن

میں علم سلوک، علم اخلاق، علم اذکار اور علم تصوف میں ملک الحدایہ نے

بارہ معرکتہ الاراء تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ ان میں تصوف کے

رسوز و معارف، حقائق داسرار، اشغال و اذکار اور صوفیہ کرام کے

اخلاق و کردار کا ذکر ملتا ہے۔ ان علوم و فنون کے علاوہ ان کا شعری

مجموعہ "حدائق بخشش" بھی ہے جس کے ہر ایک شعر سے اسرار و

معارف اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیاں ہوتا ہے۔ اعلیٰ

حضرت کے دیگر تصانیف اور خاص طور سے مجموعہ کلام کے مشاہدے

کے بعد اشفاق احمد رضوی امام احمد رضا کے فکری اساس کی عکاسی یوں

کرتے ہیں:

"یہ حقیقت بالکل بے حجاب و بے نقاب ہے بلکہ روشن

طریق آفتاب ہے کہ اعلیٰ حضرت کا دل و دماغ، قلب و جگر، جسم

و گوش، ظاہر و باطن، قلب و قالب، مر سے پاک سارے اعضا و رُگ

و پے، فکر و خیال، دین و ایمان سب میں محبت سر کار طیبہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی حکمرانی تھی۔ برآں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

مدحت و روز بان رہتی تھی۔ کوئی لمحہ ثانی رسول سے خالی نہ رہتا تھا۔

قلم حق رقم کا کوئی قتش اس کی کوئی تحریر ایسی نہیں جو محبت جبیب کبرا

علیہ الحجۃ والثہا کے حیاض رحمت سے شرابور نہ ہوا اور عظمت جبیب

پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کم سے پہنچتا ہو۔"

امام احمد رضا کہتے ہیں:

لند میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے

اندھیری رات سنی تھی چہارغ لے کے چلے

اور ناز وستی کے عالم میں یوں کہتے ہیں۔

راہ حرفیل سے جو ہم نادیدہ رو محروم نہیں
مصطفیٰ ہے مند ارشاد پر کچھ غم نہیں
کلام رضائیں تصوف کے اسرار و معارف کو واضح کرنے سے
قبل اس حقیقت کی وضاحت ضروری ہے کہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اور تصوف کا باہمی ربط و تعلق لازم و ملزم ہے۔ کیوں کہ
سرگار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس انسان کامل اور تمام
عائین کے لیے رحمت ہے۔ اسی وجہ سے سلوک و طریقت، عرفان
و حقیقت اور تمام عارفین، سالکین اور اولو العزم مقامات جن جن کو
خطا کی گئی حضور کی اطاعت اور آپ کی ذات میں فتاہونے کا ہی نتیجہ
ہے۔ یعنی سلوک و تصوف کی تمام را ہیں حقیقت محمد پر سے پھوٹی ہیں۔
اس بیان کی تصدیق امام احمد رضا کے رسالہ ”تجلی الیقین“ میں مذکور
توہینت کے مفہوم کے اس اقتباس سے بھی ہوتی ہے:

يَا مُحَمَّدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ نُورٌ نُورِي
وَسَرِّ سَرِّي وَكُنْوزٌ هَدَايَتِي وَخَزَانَةٌ مَعْرِفَتِي جَلَعْتَ فَدَاكَ
مَلْكِي مِنَ الْعَرْشِ مَاتَحْتَ الْأَرْضِينَ كَلِمَهُ يَطْلَبُونَ
رَضَائِي وَإِنَّا طَلَبْ رَضَاكَ يَا مُحَمَّدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے نور کا نور ہیں،
میرے راز کا راز ہیں، میری ہدایت کی کان ہیں اور میری معرفت کے
خزانے ہیں۔ میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الورثی تک سب
آپ پر قربان کر دیا۔ عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں
اور میں تمہاری رضا چاہتا ہوں۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس مفہوم کو امام احمد رضا شعری جامہ پہناتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضاۓ محمد ﷺ

اور فرماتے ہیں:

بہم عہد باندھے ہیں دل ابد کا

رضاۓ خدا اور رضاۓ محمد ﷺ

مولانا احمد رضا قادری بریلوی نے اپنی تمام تر شاعری میں انہا
محبوب و مقصود سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک
کو بنا یا ہے اور اسی محبوب کی رفعت و شان کو بیان کرنا اپنی خن کام عران
تصور کرتے ہیں۔ مولانا احمد رضا کا وصف یہ ہے کہ انہوں نے اپنے
کلام میں تصوف کے مختلف گوشوں اور اصطلاحات کو سرکار دو جہاں
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی نسبت آجا گر کیا ہے۔ کیون کہ سرکار کے
عشق میں وہ ایسے محو و فتا ہیں کہ انہیں کوئی شے حضور اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ذات سے الگ نظر ہی نہیں آتی۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ
تمام اصطلاحات تصوف وقت کے ساتھ ساتھ نام پانے گئے لیکن ان
کا اصل مولد و نشان سرکار کی ذات با برکت ہی ہے۔

احمدرضا بریلوی کے نعتیہ کلام کا مجموعہ "حدائق بخشش" کے
 مضامین کا ذکر بدر الدین احمد قادری یوں کرتے ہیں:

"آپ کے نعتیہ دیوان" "حدائق بخشش" "حمد و نعمت، دعا و التجا،
سلام و منقبت، عشق و محبت، حقیقت و معرفت، بجزرات و کرامات، شرح
آیات و احادیث وغیرہ مضامین کا ایک ایسا بحرذ خار ہے جس کی
وسعت اور گہرائی کا اندازہ کرنا امیل بصیرت حضرات ہی کا کام ہے۔"

اس خیال کی غازی اس شعر میں طاھر ہو۔

ملک خن کی شایی تم کو رضا مسلم
جس سست آگئے ہو سکے بخادیے ہیں
امام احمد رضا کے تمام تر کلام کا محور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ہی ہے اور یہی عشق، تصوف کا مقصود ہے۔ سید شیم اشرف بیان
کرتے ہیں:

"خالص، پاکیزہ اور بے لوث عشق، تصوف کا سنگ بنیاد ہے۔
اسی عشق اور شیوه شلیم درضا کی سمجھیل کے لیے تاجدارِ کوئین کے لیے
غار حراء کو کتب ایمان و آگئی بنایا گیا۔ اور بہیں سے راہ باطن اور
تصوف کے مقدس حصے روں دواں ہوئے۔ جس سے نابد شریعت،
طریقت اور حقیقت کے لالہ وکل بالیدگی حاصل کرتے ہیں۔"

حضرت رضا برلنی کہتے ہیں:

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

پھرہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

”تعلیماتِ اعلیٰ حضرت“ میں مولانا محمد میکائیل صاحب فتاویٰ رضویہ جلد وہم کے حوالے سے تصوف کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔ امام احمد رضا نے فرمایا:

”شریعت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال ہیں اور طریقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال، حقیقت حضور صلی اللہ عالیٰ علیہ وسلم کے احوال اور معرفت حضور ﷺ کے علوم ہے۔ مثال۔“
قول مصطفیٰ کو حق تسلیم کر لیتا ایمان ہے اور حضور کے اخلاق کریمانہ و اوصاف حمیدہ کا بیان قرآن ہے۔ اس حقیقت کو حضرت رضا برلنی نے بیان کیا ہے۔

ایمان ہے قال مصطفیٰ ﷺ

قرآن ہے حال مصطفیٰ ﷺ

امام احمد رضا فرماتے ہیں، تمام عالم میں معرفت خداوندی کی بھار سرکار کے قدم میست سے ہے نہ تمام عالم کا وجود آپ صلی اللہ عالیٰ علیہ وسلم کی ذات سے ہے۔ شعر طاحظہ ہو
ہے انہیں کے دم قدم سے باعث عالم کی بھار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا کر وہ نہ ہوں عالم نہیں
اور کہتے ہیں:

تم سے کھلاباب جود تم سے ہے سب کا وجود

تم سے ہے سب کی بھاتم پہ کروڑوں درود

راہ حق کے طالبوں کے لیے حضور صلی اللہ عالیٰ علیہ وسلم کی ذات مشعل منزل بھی ہے، راہ منزل بھی ہے۔ انتہایہ کہ حقیقت منزل کا ادارگ وصول آپ کی ذات ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت اس شان یکتا کیوں کو بیان کرتے ہیں:

بخدا خدا کا تھی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو دہاں سے ہو تھیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو دہاں نہیں
سلام رضا کے یہ اشعار دیکھئے کہ اس میں بھی اسی عینت
و مظہر ہے کہ احوال نظر آتا ہے:

تم سے خدا کا ظہور اس سے تھارا ظہور
لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروڑوں درود
مظہر حق ہو جھیں ، مظہر حق ہو جھیں
تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروڑوں درود
پہ تو ام ذات احمد پہ درود
لئے جامیعت پہ لاکھوں سلام

جیسا کہ اور پہیاں کیا جا چکا ہے کہ امام احمد رضا کے پاس تصوف،
عشق رسول کی صورت میں عیاں ہے اور آپ کا تصوف میں میلان میں
”وحدت الوجودی“ یعنی ”ہمہ اوست“ کا تھا۔ جس کا ذکر حضرت
علامہ خواجہ احمد رحیم فاروقی اپنے ایک مضمون میں یوں کرتے ہیں:
”جناب حافظ شاہ احمد رضا خان کے صوفیانہ مسلک کا عقل
ہے، وہ وحدۃ الوجود ہی ہے۔ اگرچہ کہ کئی صاحب تذکرے نے اس کی
وضاحت کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ نیز آگے کہتے ہیں کہ احمد رضا
صاحب کی پوری حیات با سعادت اس کی مظہر ہے۔“

تصوف میں ”حقیقت محمد یہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ یہ ایک
اصطلاح ہے جو سالک کا مقام تھی ہے۔ جس کو ”مقام تحریر“ بھی
کہا جاتا ہے۔ ذوقی کہتے ہیں: حقیقت محمد یہ ﷺ یہ تین اول، بر زخم
کبریٰ اور رابطہ میں ظہور و المبطون ہے۔ وہ نور جو سب سے پہلے چکا
اور جس سے تمام کائنات کی تخلیق ہوئی، جو اصل ہے۔ جملہ کائنات کی
خلاصہ الموجودات، جان عالم، اجمال ہے اُن اساء و صفات کا جن
کا ظہور تفصیل کائنات ہے۔

یا بالبکر لِم یعرفنی حقیقی غیر ربی
اسابو بکر! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔
امام احمد رضا نے اپنی کتاب ”الامن والعلی“ میں صاحب

مواہب لدنیہ محمد خطیب فسطلاني کے حوالے سے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے نفاذ الہی اور مختار کل ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں:

هوصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانۃ السرو
موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر إلا منه ولا ينفل خیر إلا
عنه صلی اللہ علیہ وسلم.

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانۃ الہی وجاء نفاذ امر بیس۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ علیہ وسلم
اسی مفہوم کا شعری اظہار دیکھئے

حکم نافذ ہے تیرا سيف تیری خامہ تیرا
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا
اور "حقیقت محمد یہ ﷺ" کو امام احمد رضا کیا ہی خوب بخداۓ
میں بیان کرتے ہیں:

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو عالم عالم سے درا ہو
کنز مکتوم ازل میں دُر مکنون خدا ہو
قرب حق کی منزیں تمیں تم سفر کا مطہا ہو
سب جہت کے دائرے میں شش جہت تم سے درا ہو
حقیقت محمد یہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "ممکن الوجود" اور "واجب الوجود" کے درمیان برزخ اور واسطہ ہے۔ اس صوفیانہ تصور کو حضرت رضا بریلوی نے کس لفاظت کے ساتھ بیان کیا ہے، ملاحظہ ہو۔
ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حراب ہوں یہ بھی ہے خطایہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حق یہ کہ ہیں عبد الله اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سر خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گنجینہ صفات میں ہی ملکیت خداوندی و قدرت خداوندی مضر ہے۔ سبی نہیں بلکہ خدا کی ذات

کامشاہدہ جو مقصود تصوف ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات
لطیف سے ماضی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں مظہر ذات الہی
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: من رانی فقدرای
الحق۔ یعنی جس نے مجھے دیکھا یقیناً اس نے حق کو دیکھا۔

ان ہی روز کو امام احمد رضا اشعار کا جامہ یوں پہناتے ہیں۔

وہی نور حق وہی علیل رب ہے انہی کا سب ہے انہی سے سب
نہیں ان کے لکھ میں آسان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں
ہے انہی کے نور سے سب ہیاں ہے انہیں کے جلوے میں سب نہیں
بنتے صحیح تابش نور سے ہے پیش مہر یہ جان نہیں
ایک اور جگہ فرمایا۔

کلے کیا راز محبوب و محبتستان غفلت پر
شراب قدرای الحق نسب جام من رانی ہے
من رانی قدرای الحق جو ہے
کیا ہیاں اس کی حقیقت کجھے
قصیدہ نور میں بھی یہی تصور بیان کرتے ہیں:
دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا
من رائی کیا یہ آئینہ دکھایا نور کا
سارا عالم تجلیات نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عکس اور علیل
ہے۔ کعبہ بھی تکوئات الہی میں سے ایک علوق ہے اس لیے کعبہ بھی
تجلیات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علیل ہے۔ احمد رضا برلنی
کہتے ہیں:

کعبہ بھی ہے انہی کی جگی کا ایک علیل
روشن انہی کے عکس سے پچھی جھر کی ہے
وجود انہیا بھی حضور کے نور کے پرتو سے ہی ہے، اس کا شعری
اکھار اعلیٰ حضرت کے یہاں ملاحظہ ہو۔
انہیا اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقہ سے ہے ان پر نام سچا نور کا

اللہ تعالیٰ انہیں صفات کا ذکر کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے:
هو الاول و الآخر و الظاهر والباطن وهو بكل
شئ علیم۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر ہے وہی باطن اور وہی
سب کچھ جانے والا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج المودۃ حصہ اول کے خطبہ
میں ارشاد فرمایا کہ یہ آیت کریمہ حمد اللہ بھی ہے اور نعمت مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم بھی "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے اول ہیں سب
سے پیچے اور سب پر ظاہر اور سب سے پیچے ہوئے۔"

اعلیٰ حضرت اسی ظہریت صفات کا تصدیق سعراجیہ میں فرماتے ہیں:

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے سے مٹنے اسی سامنے کی طرف گئے تھے
اور ایک موقع پر یوں فرمایا:

شہا، کیا زادت تیری حق نہ ہے فرداً مکاں میں
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے
اسی حقیقت کو چھوٹی بھر میں دلکش انداز سے لکھتے ہیں:

سب سے اول سب سے آخر ابتدا ہو انتہا ہو

مسلک اعلیٰ حضرت

آج کل "مسلک اعلیٰ حضرت" پر چاروں طرف سے یلغار ہو رہی ہے۔ غیر تو غیر
کچھ "اپنے" بھی لب تنقید کھولنے کی بے جا جمارت کرنے لگے ہیں ایسے کشیدہ
ماحول میں ضروری ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے وفادار علماء
المشت و مبلغین مسلکِ حق تحد ہو کر اس کا دفاع کریں۔ "مسلک اعلیٰ حضرت" پر
کیے جانے والے ہر حملے کو ناکام بنائیں۔

اعلان از: سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ رضا مکملہ سوداگران بریلی یونی (انڈیا)

آپ کے پڑھنے کی کتابیں

خوبصورت جیسی دلائل الخیرات مؤلفہ الشیخ الکامل قطب الاقطاب ابو عبد اللہ سلیمان الجزوی رحمۃ اللہ علیہ صفحات 304، دلائل الخیرات کا وظیفہ کرنے والے اس پہاڑے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ مرتضیٰ العبد حسین، بیت الکریم گلی نمبر 5 ملت کالونی نمبر 2 فیصل آباد، خادم حضرت ابو انس محمد برکت علی لودھانوی قدس سرہ۔ رابطہ: 0321-6660525

نماز سنت نبوی کی روشنی میں مؤلفہ محمد صادق ڈار۔ مفت حاصل کرنے کا پہاڑ جامعہ قادریہ رضویہ سرگودھا روڈ فیصل آباد۔ محمد صادق ڈار مکان ۲/۱۹۸۳ گلی نمبر ۳ مصطفیٰ آباد، سرگودھا روڈ فیصل آباد۔ ہدیہ عقیدت بہ تعاون طیب گروپ آف انٹری فیصل آباد

تحریک پاکستان میں صدر الافق مولانا فیض الدین مراد آبادی اور ان کے مشاہیر خلفا کا حصہ مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین نوری البغدادی رئیس کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی۔ قیمت 100 روپے۔ مکتبہ نبویہ، سنج بخش لاہور سے بھی مل سکتی ہے۔

صراط مستقیم مؤلفہ ڈاکٹر محمود احمد ساتی۔ ناشر ادارہ اہل سنت والجماعت لاہور۔ ہدیہ 200 روپے، ملنے کا پہاڑ: سنی رضوی جامع مسجد پاک ناؤن، پل بندیاں والا، چونگی امر سدھو، لاہور سیدہ خدیجہ طاہرہ (رضی اللہ عنہا) مؤلفہ ظہور الدین بٹ، ناشر ادارہ ادب اطفال لاہور (رحمان مارکیٹ غزنی سڑیٹ اردو بازار لاہور) قیمت 40 روپے

دعائے حزب الاحمر شریف مؤلفہ حضرت ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ، ترتیب و تدوین مرتضیٰ العبد حسین فیصل آباد (التفسیم والتوضیح فی سبیل اللہ) رابطہ: الکریم گلی نمبر 5، ملت کالونی نمبر 2 فیصل آباد، خوبصورت کتابت میں روحانی اور نورانی و نطاائف جسے نہایت نیس انداز میں شائع کر کے اہل محبت کو اعزازی تھفہ دیا جا رہا ہے۔ صرف وظیفہ کے طور پر پڑھنے والے حضرات طلب کریں۔

ناتاں میاست دان مؤلفہ صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی، ناشر السادات

الصادر المسلط على من أكفر التسمية عبد النبي وعبد الرسول (عربی) تالیف محمد عابد سندھی انصاری
قیمت ۵۰ روپے، ملنے کا پھا مکتبہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی۔

لعلیٰ افکار رضا، مؤلفہ سیم اللہ جندرال، قیمت ۱۵۰ روپے، ملنے کا پھا ادارہ تحقیقات
امام احمد رضا جاپان میشن۔ ریگل چوک، کراچی

التوسل (عربی) مؤلفہ محمد عابد سندھی الاصاری، قیمت ۲۰۰ روپے، ملنے کا پھا مکتبہ
مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی۔

مظہر الانوار (عربی) مؤلفہ مخدوم محمد ہاشم سندھی، مرتبہ علامہ محمد جان نعیمی۔ قیمت
۸۰۰ روپے، ملنے کا پھا ادارہ نعیمیہ ملیر کراچی

خورشید بلحہ (لغتیہ کلام) مصنفہ ضیف ساجد، محلہ وال ضلع سرگودھا، قیمت ۱۲۵
روپے ملنے کا پھا ضیف ساجد مکان نمبر ۹۰ محلہ وال۔ ضلع سرگودھا ۰۳۴۵-۸۶۵۳۳۵۰

پچاس سالہ جشنِ رضاۓ مصطفیٰ گوجرانوالہ ۲۶ فروردی بروز جعرات بعد
از نماز عشاء داتا در بار بسائی ہال میں منایا گیا۔

**مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ، لاہور کی مطبوعات کی
فہرست..... 0300-4235658**

عنوان	قيمت	عنوان	قيمت
زبدۃ الہمار	225	شواید العوۃ	75
الحقیقت و الحجاز	300	حیات اعلیٰ حضرت	75
مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی	400	کتاب الشفا۔ (سیٹ ۲ جلد)	90
اسرار و معارف	200	شرف النبی ﷺ	90
رسائل نقشبندیہ	800	روضۃ القيومیۃ۔ (سیٹ ۳ جلد)	80
المعاویہ رضی اللہ عنہ	225	تاریخ کربلا	90
انوار رسالت	175	شفا القلوب	60
جلال الخواطر	200	خزینۃ الاصنیاء	160
کربلا کا سافر	400	کلیات مکاتیب رضا	120
مبداء و معاد	300	خیابان رضا	90
خزینۃ الاصنیاء۔ (سیٹ)	250	شجر طیب و شمر طیب	550
فضائل درود شریف	90	تبیین جماعت	200
سیرت طیبہ۔ (سیٹ منکوم)	90	زلزلہ	600
سیرت رسول پاک ﷺ بن اسحاق	150	باتوں سے خوشبو آئے	550
جمال جہان افروز (نعت)	150	نسیم بطيحا	300
تحفة الابرار (چشتیہ)	200	رجال الغیب	325
فتاویٰ ملک العلما	200	الدولۃ المکریۃ	300
جلس علماء	120	غزوات میں محبذات رسول ﷺ	300
محمل الائمان	300	فکر فاروقی	90
روحات کشف الحجوب	825	معارج النبوت۔ (سیٹ ۳ جلد)	150

شان رضا

گلستان رضا

ارمنان رضا

خستان رضا

جهان رضا

بادبان رضا

شہستان رضا

بوستان رضا

محبان رضا



چمنستان رضا

مکتبہ نوہ کنج بخش وڈ لاہور
0300-4235658